ولایت کا آسان راستہ

تصور شیخ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ

ناشر:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تصوّرِ شیخ

سوال:

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص مرشد کی صورت کو فیض پانے کا وسیلہ سمجھ کر ذکر یا مراقبہ کے وقت اس کا تصور کرتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقشبندیوں کے اشغال و وظائف کے بیان میں اپنی کتاب قول الجمیل میں فرمایا ہے۔ **واذا غاب الشیخ عنه یتخیل صورته بین عینیه بوصف المحبة والتعظیم فتفید صورته ما تفید صحبته** ترجمہ: (اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو محبت اور تعظیم سے اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان ہونے کا تصور جمائے۔ تو اس مرشد کی خیالی صورت وہی فائدہ دے گی جو اس کی صحبت دیتی ہے۔) اور یہ تصور اس طور پر کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے فیض مرشد میں نازل ہو کر مرید کے لطائف پر وارد ہوتا ہے۔ اور یہ تصور بھی اس وقت تک کرے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی پاک ذات سے اس مرید کا رابطہ و تعلق کامل طور پر قائم نہ ہو جائے۔ اور جب کامل مناسبت و تعلق حاصل ہو جائے تو پھر اس تصورِ شیخ کو ضروری نہ جانے۔ پس اب سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کے لئے تصورِ شیخ جائز ہے یہ نہیں جبکہ وہ مرشد کو صرف فیض حاصل کرنے کا واسطہ اور وسیلہ جانتا ہے۔ نہ عالم الغیب (غیب جاننے والا) نہ حاضر و ناظر اور نہ ہی پیر کو لائق عبادت و لائق سجدہ جانتا ہے۔ بلکہ ان امور کا غیر خدا کے لئے ثابت کرنا شرک سمجھتا ہے۔ اگر یہ تصورِ شیخ جائز ہے تو کیا اس کی دلیل قرآن سے ہے یا حدیث سے یا مجتہدین کے اقوال سے یا امت کے اجماع سے ثابت ہے ؟ اور اگر یہ تصور جائز نہیں۔ تو ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) میں اس کے ممنوع ہونے پر کون سی دلیل ہے ؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو تمہیں اجر دیا جائے)۔

الجواب :

الحمد لله الذی هدانا لربط القلوب باعظم برزخ بین الامکان والوجوب والصلوٰة والسلام علی اجمل مطلوب اجل وسیلة لاصلاح الخطوب صلوت تمحو رَین العیوب وتمثل فی الفواد صورة المحبوب منشهدا بالتوحید لعلام الغیوب وبالرسالة الکبری لشفیع الذنوب صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وعلی اله وصحبه وسائط الکرم قال الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی لم الله تعالیٰ شعثه وتحت اللواء الغوثی بعثه (تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے ہمیں اس مقدس ذات کے ساتھ دلوں کو جوڑنے کی ہدایت فرمائی جو بندے اور خدا کے درمیان سب سے عظیم وسیلہ و ذریعہ ہیں یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور درود و سلام ہو اس ذات پر جو حسین ترین مطلوب، امور کو درست کرنے کے لئے سب سے جلیل القدر وسیلہ و ذریعہ ہیں ایسا درود ہو جو ہمارے عیبوں کے زنگ کو مٹا دے اور ہمارے دلوں میں محبوب کی صورت نقش کر دے اس حال میں کہ ہم علام الغیوب (غیبوں کو جاننے والی ذات کے لئے توحید کی اور شفیع الذنوب (گناہوں کی شفاعت فرمانے والی ذات) کے لئے سب سے بڑی رسالت کی گواہی دینے والے ہیں۔
درود و سلام بھیجے اللہ تعالیٰ ان پر اور انکی آل و اصحاب پر جو جود و کرم کے واسطے ہیں اللہ کی بارگاہ میں محتاج عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی، سنی، حنفی، قادری برکاتی، بریلوی (اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں ترتیب پیدا فرمائے اور قیامت کے دن حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھنڈے کے نیچے اٹھائے) کہتا ہے۔ کہ رابطہ قائم کرنے کیلئے مرشد کا تصور کرنا از روئے شرع جائز ہے اولیاء کرام کی بول چال میں اسے برزخ بھی کہتے ہیں اور یہ صاف ول صوفیاء کرام (اللہ تعالیٰ ان کے کامل رازوں سے ہمیں پاکیزہ فرمائے) میں انکے متقدمین و متاخرین (اگلوں پچھلوں) میں جاری ہے اور ان سے منقول ہے اور ان اولیاء کرام کی بلند رتبہ تصنیفات اور عظمت و شرافت والے مکتوبات اور اسرار و لطائف والے ملفوظات میں کثرت کے ساتھ مذکور اور موجود ہے یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔

ایک نہایت اہم اصول :

اس بات کو مضبوطی کے ساتھ تھام لینا چاہیے کہ شریعت کا اصول ہے کہ **دلیل دینا دعوی کرنے والے کے ذمہ ہے** یعنی جو اسے نا جائز کہتا ہے وہ دلیل دے کیونکہ جو اسے جائز مانتا ہے اُسے دلیل کی ضرورت نہیں کہ وہ ایک عظیم اصول سے اُسے جائز کہتا ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ

جب تک کسی چیز کا ممنوع ہونا ثابت نہ ہوجائے وہ جائز ہوتی ہے۔

بعض حضرات جہالت کی وجہ سے یا جان بوجھ کر جاہل بنتے ہوئے دھوکہ کھاتے ہیں یا جان بوجھ کے دھوکہ دیتے ہیں کہ تم جائز ہونے کا دعوی کرنے والے ہو اور ہم اس جواز کے منکر ہیں لہذا اسے جائز ماننے والو تم دلیل دو حالانکہ یہ تخت ہے تو جبھی و غفلت یا دھوکہ اور فریب وہی ہے یا تو ایسے لوگ جانتے نہیں یا جانتے تو ہیں لیکن مانتے نہیں کہ **جائز کہنے کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس کام سے منع نہیں کیا گیا یا یہ مطلب ہے لیں کہ اس کام کا نہ تو حکم دیا گیا ہے اور نہ ہی منع کیا گیا** تو جو شخص کسی شے کو جائز قرار دے رہا ہے۔ وہ تو صرف اس شے کے بارے میں حکم یا ممانعت کے وارد ہونے کی نفی کرنے والا ہے منکر نہیں ہے۔ اور صرف نفی کرنے والے پر عقلا اور شرعا دلیل دینا لازم نہیں بلکہ جو شخص کسی چیز کو حرام اور ممنوع کہہ رہا ہے حقیقتا وہ اس بات کا دعوی کرنے والا ہے کہ شریعت نے اس شے سے منع کیا ہے پس اب اس پر دلیل دینا ضروری ہے کہ شریعت نے کہاں اس چیز سے منع کیا ہے۔ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے " الصلح بين الاخوان "میں فرماتے ہیں۔ وليس الاحتياط فى الافتراء على الله تعالىٰ باثبات الحرمة والكراهة اللذين لابدلهما من دليل بل فى الاباحة التى هى الاصل ترجمہ:"اور حرمت وکراہت ثابت کرکے اللہ تعالی پر جھوٹ باندھنے میں احتیاط نہیں ہے حرمت وکراہت ثابت کرنے کے لئے دلیل کا ہونا ضروری ہے بلکہ احتیاط تو مباح (جائز) ماننے میں ہے کہ جو اصل ہے"۔

علامہ علی مکی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ " اقتداء بالمخاطب " میں فرماتے ہیں من المعلوم ان الاصل فى كل مسئلة هو الصحة واما القول بالفساد والكراهة فيحتاج الى حجة ترجمہ:"یہ بات معلوم ہے کہ ہر مسئلہ میں اصل یہ ہے کہ وہ جائز ہے اور فساد وکراہت کا قول کرنا دلیل کا محتاج ہے" الغرض ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ فقہ میں جو شخص کسی شے کو ناجائز قرار دیتے ہوئے اس سے منع کرتا ہے علم مناظرہ کی اصطلاح میں وہ مدعی قرار دیا جاتا ہے یہ نہیں کہ جس نے جائز مانا وہ مدعی اور جو ناجائز مانے اُسے منکر قرار دے دیا جائے لہذا ناجائز قرار دینے والا مدعی ہے اور جائز قرار دینے والا سائل و مدعی علیہ جس سے دلیل کا مطالبہ کرنا پاگل پن یا خود فریبی ہے جائز ماننے والے کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ اس شے کی ممانعت پر شریعت میں کوئی دلیل نہیں۔ علم اصول فقہ کی مشہور کی کتاب مسلم الثبوت میں ہے۔ كل ما عدم فيه المدرک الشرعى للحرج فعله وتركه فذالک مدرک شرعى لحكم الشارع. ترجمہ: ہر وہ طریقہ جس کے بارے میں شریعت میں کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کوئی واضح دلیل نہیں۔ تو یہ دلیل نہ ہونا ہی اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

فقیر غفر اللہ تعالی لہ (اللہ تعالی اسے بخشے) اپنے رسالہ اقامة القيامة على طاعن القيام لنبى التهامة اور منير العين فى حكم تقبيل الابهامين وغیرہما میں اس بحث کو واضح کر چکا ہے۔ یہ ان کے علم کی انتہاء ہے لیکن یہ دلیل دینا عقل اور صاحب فضل بزرگوں کے نزدیک ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہے اور ایسی دلیل پیش نہ کرنا پیش کرنے سے بہتر ہے۔ کسی فعل کے منقول نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کرنا منع ہے بلکہ ممکن ہے کہ وہ کام کیا گیا ہو لیکن منقول نہ ہوا ہو۔ اسکی عام فہم مثال یوں سمجھیں کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام کا روزانہ پنج وقتہ نماز پڑھنا کہیں منقول نہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آ گیا کہ ان سب نے پڑھی ہی نہیں پس واضح ہوا کہ قرآن وحدیث میں نقل نہ ہونا ممانعت کی دلیل نہیں یونہی کسی کام کا نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے کو ثابت نہیں کرتا مثلا صحابہ کرام نے حدیث کی کتابیں ترتیب سے نہیں لکھیں اس سے یہ لازم نہیں کہ کتابیں لکھنا ناجائز ہے کاش منکرین جائز ہونے کا معنی سمجھتے۔ جواز کا معنی ہے لم يومر به ولم ينه عنه (نہ اسکا حکم دیا گیا اور نہ اس سے منع کیا گیا)۔

منکرین کا دعوی:

منکرین کہتے ہیں چونکہ فلاں کام (مثلا تصور شیخ) کا حکم نہیں دیا گیا لہذا ایہ ناجائز ہے حالانکہ یہ تو جواز کی تعریف میں آتا ہے تو جائز ہونے کی دلیل ہوئی یا ناجائز ہونے کی۔ جواز کی تعریف کے دو جز ہیں ﴿۱﴾ لم يو مر به (اس کا حکم نہیں دیا گیا) ﴿۲﴾ لم ينه عنه (اس سے منع نہیں کیا گیا) تصور شیخ کے ناجائز ہونے پر وہابیہ نے دلیل دی لم يومر به (اسکا حکم نہیں دیا گیا) اب خود غور کریں کہ یہ دلیل جائز ہونے کی ہے یا ناجائز ہونے کی ؟

ایک منطقی دلیل :

جواز کی پوری تعریف عام ہے اور یہ دو جز خاص ہیں۔ خاص کے پائے جانے سے عام (جواز) پایا جائے گا یا ختم ہو جائے گا؟ خاص کا پایا جانا تو عام کے پائے جانے کی دلیل ہے جیسے انسان کا پایا جانا حیوان کے پائے جانے کی دلیل ہے نہ کہ نہ پائے جانے کی لہذا کوئی فعل منقول ہو لیکن اس کے کرنے کا یا نہ کرنے کا حکم نہ ہو یا فعل منقول ہی نہ ہو تو یہ جواز کی تعریف میں داخل ہوگا۔ کہ دونوں صورتوں میں جواز کی تعریف لم يومر به ولم ينه عنه

پائی گئی مگر منکرین اوندھی عقل رکھتے ہیں کہ جواز کی دلیل کو عدمِ جواز کی دلیل بناتے ہیں۔ وھل ھذا الا بھت بحت "اور یہ کتنا حیران کن جھوٹ ہے"

یہ مذکورہ بحث بھی فقیر نے اپنے رسائل مذکورہ (اقامة القیامة اور منیر العین) اور رسالہ انھار الانوار من یم صلوٰة الاسرار اور رسالہ سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلوٰة العید وغیرھا میں تمام کردی اور ان بحثوں کی بہترین تحقیق و تفصیل ختام المحققین، امام المدققین، اعلم العلماء الکرام، سیف السنة، علم الاسلام سیدنا الوالد مولانا نقی علی خان قدس سرہ الماجد نے اپنی کتاب " اذاقة الاثام لما نعی عمل المولد والقیام" اور اپنی دوسری عظیم الشان کتاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں بیان فرمائی ہے۔ ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔

منکرین کے دعوے کو مان لیا جائے تو :-

اب وہابیوں کے اصول یعنی وہابیوں کی اس دلیل کو کہ جس شے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ منقول نہیں وہ ناجائز ہے ہے تو یہ ایک تصور شیخ ہی کیا۔ اکابر اولیائے کرام میں شروع سے اب تک جو وظائف و اعمال اور اشغال و اذکار رائج رہے اور جو کچھ ان کا معمول رہا وہ سب کا سب بری بدعت اور حرام و ممنوع قرار پائے گا۔ کیونکہ ان میں بہت سے تو کلی طور پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ و تابعین علیہم الرضوان سے ثابت نہیں اور بہت سے وہ ہیں کہ جن کے مخصوص طریقے، مخصوص انداز منقول نہیں۔ لیکن بدبخت منکرین سے کچھ بعید نہیں کہ فرمان الٰہی حدیث قدسی من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب (جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اسے اعلانِ جنگ کرتا ہوں) کو بھول کر نہایت ڈھٹائی و بےحیائی کے ساتھ اولیاء کرام کے معمولات و وظائف کو بدعت اور حرام قرار دے دیں اور طریقت کے ستونوں اور حقیقت کے ان بادشاہوں (اولیاء کرام) کو بدعتیں ایجاد کرنے والے اور برائیاں رائج کرنے والے قرار دے دیں۔ یہ کہہ دینا ان وہابیوں، دیوبندیوں کے لئے کوئی مشکل نہیں قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر ترجمہ: "تحقیق ان کے مونہوں سے بغض ظاہر ہو چکا اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے"

لیکن یہ یاد رہے۔ کہ وہابیوں کو یہ قاعدہ مان کر اپنے گھر والوں پر بھی ہاتھ صاف کرنا پڑے گا۔ ذرا امام الطائفہ (دیوبندی وہابی ٹولے کے امام) اسماعیل دہلوی کے نسب کے اعتبار سے دادا، شاگردی کے اعتبار سے دادا اور بیعت کے اعتبار سے پردادا یعنی جناب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سن لو کیسا کھلا اقرار فرماتے ہیں صحبتنا متصلة الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وان لم یثبت تعین الاٰداب ولا تلک الاشغال اھ ملخصا ترجمہ: "ہماری صحبت تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے۔ اگرچہ خاص یہ آداب و اشغال ثابت نہیں"

اسی میں ہے لا تظنن النسبة لاتحصل الابھذا الاشغال بل ھذا طریق لتحصیلھا من غیر حصر فیھا وغالب الرای عندی ان الصحابة والتابعین کانو ا یحصلون السکینة بطرق اخری ترجمہ: "یہ نہ سمجھنا کہ نسبت بس انہی اشغال سے حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی تحصیل کے کئی طریقے ہیں۔ انہی افعال پر منحصر نہیں۔ اور میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ صحابہ و تابعین اور ہی طریقوں سے نسبت حاصل فرماتے ہیں۔"

وہابیہ کے تیسرے معلم مولوی خرم علی (صاحب نصیحۃ المسلمین) قول الجمیل کے ترجمے شفاء العلیل میں اس کے بعد لکھتے ہیں۔ "مترجم کہتا ہے مصنف محقق (شاہ ولی اللہ صاحب) نے کلام دلپذیر (دلپسند) اور تحقیق عدیم النظیر (بے مثل) سے شبہات ناقصین (اعتراض کرنے والوں کے شبہات) کو جڑ سے اکھاڑ دیا بعضے نادان کہتے ہیں۔ کہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ (مخصوص وظائف) صحابہ تابعین کے زمانے میں نہ تھے تو بدعتِ سیئہ (بری ایجاد) ہوئی خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر (کام، مقصد) کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں۔ وہ امر (کام) زمانہ رسالت سے اب تک برابر چلا آ رہا ہے گو (اگرچہ) طرق (طریقے) اس کی تحصیل (حاصل کرنے) کے مختلف ہیں۔ فی الواقع (حقیقتاً) اولیائے طریقت، مجتہدینِ شریعت (جیسے ائمہ اربعہ) کے مانند ہیں۔ مجتہدینِ شریعت نے استنباطِ احکامِ ظاہر شریعت (ظاہری شریعت کے احکام معلوم کرنے) کے اصول ٹھہرائے (بنائے) اولیائے طریقت نے باطنِ شریعت (شریعت کے خفیہ شعبے) کی تحصیل کے جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعتِ سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے۔

ہاں یہ البتہ ہے کہ حضراتِ صحابہ (علیہم الرضوان) کو بسبب صفائیِ طبیعت (طبیعت و فطرت کے صاف و پاک ہونے کی وجہ سے) اور حضور خورشید رسالت (اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں) تحصیلِ نسبت (نسبت حاصل کرنے میں) اشغال (وظائف) کی حاجت نہ تھی۔ بخلاف متاخرین (بعد میں آنے والوں) کے کہ اُن کو بسبب بُعدِ زمان رسالت (زمانہ رسالت کے دور ہونے کی وجہ سے) البتہ اشغال مذکورہ

کی حاجت ہوئی جیسے صحابہ کرام کو قرآن وحدیث کے فہم میں قواعدِ صرف ونحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہلِ عجم (غیر عرب) اور بالفعل کے (موجودہ زمانے) عرب اُس کے محتاج ہیں واللہ اعلم''

امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے نسبی اعتبار سے چچا، علم کے اعتبار سے باپ اور طریقت کے اعتبار سے دادا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قول الجمیل کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔ ''اس طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات وہیئات (مخصوص انداز اور طریقے) واسطے اذکار مخصوصہ کے (مخصوص اذکار کے لئے) ایجاد کئے ہیں مناسبات خفیہ (پوشیدہ مناسبتوں) کے سبب سے جن کو مرد صاف الدین (دین میں اپنے معاملات کو درست رکھنے والا) اور علوم حقہ (سچے علوم) کا عالم دریافت کرتا ہے (الی قولہ) تو اُس کو یاد رکھنا چاہیے'' مولوی خرم علی بلہوری اپنے ترجمے کے ساتھ اسے نقل کر کے کہتے ہیں۔ ''یعنی ایسے امور کو مخالفِ شرع (خلاف شریعت) یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔''

مرزا مظہر جانِ جاناں صاحب (جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ، قیم طریقہ احمدیہ وداعی سنت نبویہ ومتجلی با نواع فضائل وفواضل کہا) اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔ ''مراقبات باطوار معمولہ کہ در قرون متاخرہ رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوذ نیست بلکہ حضراتِ مشائخ بطریق الہام واعلام از مبدء فیاض اخذ نمودہ اند شرع ازاں ساکت وداخل دائرہ اباحت'' ترجمہ: مخصوص طریقوں سے کئے جانے والے مراقبات جو بعد کے زمانے میں رواج پکڑ گئے ہیں کتاب وسنت سے ماخوذ نہیں ہیں۔ بلکہ مشائخ کرام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے الہام اور اعلام (بتانے) کے ذریعے سے اختیار کئے ہیں۔ شریعت ان معمولات ووظائف کے بارے میں خاموش ہے اور یہ مراقبات اباحت (جواز) کے دائرے میں داخل ہیں''

انہیں مرزا مظہر جاناں کے ملفوظات میں ہے۔ ''**حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ طریقہ نو بیان نمودہ اند**'' (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا طریقہ بیان فرمایا ہے) اسی میں ہے ''حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریقہ جدیدہ بیان نمودہ اند'' (حضرت شاہ ولی اللہ نے جدید طریقہ بیان فرمایا ہے'' اب ان حوالوں کو یاد رکھئے اور دیکھیں کہ وہابیت کے پورے توجب ہیں۔ کہ آنکھیں بند کر کے اپنے ان بزرگوں کو بھی بدعتی کہہ بھاگیں۔ ورنہ یہ تو سراسر ظلم وستم اور سینہ زوری ہے کہ بڑے بڑے محبوبانِ خدا جو کئی صدیوں سے یہ افعال کرتے چلے آرہے ہیں وہ سب معاذ اللہ سب بدعت ایجاد کرنے کے مجرم اور ایرے غیرے ٹھہرائے جائیں۔ اور جن کے ہم نے حوالے دیے ہیں ان پر کوئی آنچ اس وجہ سے نہ آئے کہ ان کا تعلق اسمٰعیل دہلوی کے ساتھ بنتا ہے۔ یہ دین تو نہ ہوا دھینگا مشتی ہوئی۔ اے حضرات یہ سب تو ایک طرف رہا اب ذرا امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کی خبر لیجئے وہ سر بازار اپنا اور اپنے پیر ومرشد کا بدعتی اور مخترع فی الدین (دین میں منگھڑت چیزیں لانے والا) ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ صراطِ مستقیم میں لکھتا ہے۔

اشغال مناسبہ ہر وقت ،ریاضاتِ ملائمہِ ہر قرن جدا جدا می باشند ولہذا محققین ہر وقت از اکابرِ طرق درتجدیدِ اشغال کوششہا کردہ اند بناء علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضاء کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغالِ جدیدہ کی مناسب ایں وقت ست تعین کردہ شود'' ہر وقت کے مناسب اشغال ووظائف اور ہر زمانے کے مناسب ریاضتیں اور عبادتیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ اسلئے مختلف سلاسل کے بڑے بڑے محققین اولیاء نئے نئے وظائف بنانے میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس بنا پر وقت کے تقاضا کے پیشِ نظر مصلحت دیکھتے ہوئے اس کتاب (صراط مستقیم) کا ایک باب اس وقت کے مناسب جدید اشغال کے لئے متعین رکھا ہے۔''

خدارا ذرا ہٹ دھرمی کی نہیں خدا لگتی کہو نہ صرف اشغال بلکہ بدعت کی تعریف کی ساری بحث کا یہیں خاتمہ ہوگیا۔ اب کیا ہوئے وہ فتویٰ جن میں کسی فعل کے جواز کیلئے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کے زمانے) کی تخصیص پر جابرانہ اصرار کیا جاتا تھا، اب بات بات پر **من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد** (ترجمہ: جو ہمارے دین کے معاملہ میں وہ چیز ایجاد کرے جو دین سے نہیں تو وہ مردود ہے) اور **کل بدعت ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار** (ترجمہ: ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے) ان حدیثوں کا تذکرہ کیا گیا۔ امام الوہابیہ اور اس کے پیشوا (شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، مرزا مظہر جان جاناں وغیرھا) تیرھویں صدی میں بیٹھے خاص دین کے عظیم ترین معاملے عبادات اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے طریقوں میں نئی نئی باتیں گڑھ رہے ہیں، جن کا انہیں خود اقرار ہے کہ تین زمانے (نبی کریم علیہ السلام، صحابہ وتابعین کے زمانے) ہی نہیں تین تین چھ اور چھ چھ بارہ زمانوں تک کوئی نام ونشان نہیں ہے۔ لیکن نہ وہ بدعتی ٹھہرتے ہیں اور نہ ان کے اصل ایمان میں خلل آتا ہے۔ نہ ان کے لئے **اصحاب البدع کلاب اھل النار** (بدعتی جہنمیوں کے کتے ہیں) پڑھا جاتا ہے نہ یہ باتیں مردود اور

گمراہی اور فی النار شمار کی جاتی ہیں۔ یہ **یجوز للوھابی مالا یجوز لغیرہ** (وہابی کے لئے وہ سب جائز ہے جو دوسروں کے لئے ناجائز ہے) کا فتویٰ کہاں سے آیا اب اسے کیا کہیے مگر یہ کہ **اذالم تستحی فاصنع ماشئت** (جب تیری حیا ختم ہو جائے تو جو چاہے کر) مولیٰ عزوجل ان وہابیوں، تبلیغیوں کو ہدایت دے۔ آمین

چند اہم عبارات:

خیر یہ بات دور پہنچی خاص اسی تصورِ شیخ کے متعلق چند اکابر علمائے کرام رحمہم اللہ کی عبارتیں حاضر کرتا ہوں۔ لیکن میں نے خود حضرات اولیاء قدست اسرارھم کے ارشادات پیش نہیں کئے اسلئے کہ اولاً بالکل ظاہر ہے کہ اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے یہی ان افعال کو ایجاد کیا ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہ تصورِ شیخ کا طریقہ بڑے بڑے اولیاء کرام کا معمول رہا ہے۔ اور ان کی تصانیف میں بہت جگہ اس کا واضح بیان موجود ہے۔ البتہ اولیائے کرام رحمہم اللہ کے ارشادات ذکر نہ کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شاید ان کے ارشادات منکر متعصب کو نفع بھی نہ دیں بلکہ شاید کیا یقیناً اولیاء کرام کے ارشادات انہیں نفع نہ دیں گے۔ کہ منکر خود بھی اولیاء کرام کے قول وفعل سے اس تصورِ شیخ کے ثبوت پر مطلع ہے۔ پھر بھی اسکا انکار کرتا ہے اور اس کو باطل و گمراہی قرار دینے کا دعویدار ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں ہند کے شیخ، عاشق المصطفیٰ، وارث انبیاء (علوم انبیاء کے وارث) ناصر الاولیاء حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ القوی پر کہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ **وآنچہ مروی ومحکی است ازمشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل واستفادہ ازاں خارج از حصرست ومذکورست درکتب ورسائلِ ایشاں ومشہورست میانِ الشان وحاجت نیست کہ آں را ذکر کنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نکند اور اکلماتِ ایشاں عافانا اللہ من ذالک** "ترجمہ: اہل کشف مشائخ سے کاملین کی روحوں سے مدد طلب کرنا اور ان سے فائدہ حاصل کرنا اس قدر کثرت سے مروی ہے کہ شمار سے باہر ہے۔ اور ان مشائخ کی کتابوں اور رسالوں میں مذکور ہے اور ان کے درمیان یہ بات مشہور ہے۔ اور ان بزرگوں کے اقوال کو ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔ اور شاید کے منکر متعصب کو ان کے ارشادات مبارکہ سے کوئی فائدہ نہ ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اس بے ادبی سے عافیت میں رکھے۔"

افسوس ان مدعیانِ حقانیت (سچے ہونے کا دعویٰ کرنے والے منکرین) کی حالت یہاں تک پہنچی کہ بندگانِ خدا جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے بزرگ رحمۃ اللہ علیہ، محبوبانِ خدا، اولیاء کرام کے کلام ان کے سامنے پیش کرنا فضول اور بے فائدہ سمجھے ہیں بلکہ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں کہ ان کے مقابلے میں اور بھی گستاخیوں پر نہ اتر آئیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام باتوں سے محفوظ فرمائے لہٰذا میں صرف علماء کرام رحمہم اللہ کے اقوال پیش کروں گا یا ان لوگوں کے اقوال کہ جن کے ماننے بغیر منکرین کو چارہ نہیں۔ شاہ ولی صاحب کی ایک عبارت تو سائل نے سوال میں نقل کی جس کے ترجمہ میں وہابیوں کے تیسرے معلم شفاء العلیل میں یوں کہتے ہیں۔" جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے۔ بطریق محبت اور تعظیم کے۔ تو اُس (مرشد) کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اسکی صحبت فائدہ دیتی ہے۔" پس مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا مولانا نے فرمایا" حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب ہے۔" انتہی اب کون کہے کہ شاہ صاحب یہ وہی راہ ہے۔ جسے کچھ دنوں بعد آپ کے قریب گھر والے ٹھیٹ پکی بت پرستی قرار دینگے۔ شاہ ولی صاحب انتباہ میں فرماتے ہیں۔

الطریق الثالث الرابطۃ بالشیخ (الی ان قال) ینبغی ان تحفظ صورتہ فی الخیال وتتوجہ الی القلب الصنوبری حتی تحصل الغیبۃ والغناء عن النفس یعنی خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا طریقہ ہے چاہیے کہ اس کی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ اپنے نفس میں غیبت وفنا حاصل ہو۔" اُسی میں ہے۔

ان وقت عن الترقی فینبغی ان تجعل صورۃ الیشخ علی کتفک الایمن و تعتبر من کتفک الی قلبک امرا ممتدا وتاتی بالشیخ علی ذالک الامر الممتد وتجعلہ فی قلبک فانہ یرجی لک بذالک حصول الغیبۃ والفناء یعنی اگر تو ترقی سے رُک ہے۔ تو یوں چاہیے کہ صورتِ شیخ کو اپنے داہنے کندھے پر خیال کرلے اور کندھے سے دل تک ایک جگہ فرض کرے اور اُس پر صورتِ شیخ کو لاکر اپنے دل میں رکھے کہ اس سے تیرے غیبت وفنا ملنے کی امید ہے۔" یہ عبارتیں شاہ ولی اللہ صاحب نے رسالہ تاجیہ نقشبندیہ سے نقل کیں جن کی نسبت لکھا کہ حضرت والدِ بزرگوار یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب اُسے بہت پسند فرماتے اور مریدوں کو اُس کے مسلک (طریقے) پر چلاتے اسی میں یہ بھی لکھا کہ اگر مرشد سے جدائی دراز ہو تو اپنے تربیت کرنے والے مرشد کی صورت خیال میں حاضر کرا مید ہے کہ اُس کی برکت سے جدائی ملاپ میں بدل جائے گی" شاہ ولی اللہ صاحب کی اسی کتاب "انتباہ" میں رسالہ عزیزیہ سے جس کی اجازت اپنے والد ماجد سے پائی لکھا

" صورتِ مرشد پیش خود تصور کردہ بعدہ ذکر گوید الرفیق ثم الطریق در حقِ ایشان ست وبرائے نفی خواطر نفسانی هوا جس شیطانی وساوس ظلمانی اثرے تمام دارد " (ترجمہ: شیخ کی صورت کا تصور اپنے سامنے کرے اس کے بعد ذکر کرے پہلے دوست پکڑو پھر سفر کرو کا مقولہ انہی لوگوں کے حق میں وارد ہے اور یہ تصورِ شیخ نفسانی وسوسوں اور شیطانی حملوں اور تاریکی کے خوف کو دور کرنے کے لئے بہت موثر چیز ہے) اُسی انتباہ میں رسالہ عزیزیہ سے لکھا ۔

" بلکہ حضرت سلطان الموحدین ، برهان العاشقین ،حجة المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولاناقاضی خان یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنیں می فرمودند کہ صورتِ شیخ کہ ظاهر دیدہ می شود مشاهدئہ حق سبحانہ و تعالیٰ ست در پر دئہ آب و گل واما صورتِ مرشد کہ درخلوت غودار هی شود آن مشاهِدئہ حق تعالیٰ ست بے پردئہ آب و گل کہ ان اللہ خلق آدم علی صورت الرحمن ،من رانی فقد ر ای الحق درحق ِاو درست شدہ " (ترجمہ: بلکہ مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح فرماتے ہیں کہ شیخ کی صورت جو ظاہر میں ہم دیکھتے ہیں یہ جسم انسانی کے پردے میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے اور شیخ کی صورت جو خلوت میں دیکھتے ہیں یہ جسم انسانی کے پردے کے بغیر اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے۔ کیونکہ حدیث (اللہ تعالیٰ نے آدم کو رحمٰن کی صورت پر پیدا کیا اور حدیث نبوی جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا) یہ حدیثیں پیر کے حق میں درست ہیں)۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں "یعنی یاد کن نامِ پروردگارِ خودار برسبیل دوام در هروقت وهر شغل خوا ہ بزبان خواہ بقلب خواہ بروح خواہ بہ سرخواہ بخفی خواہ بنفس خواہ ذکرِ یک ضربی خواہ د و ضربی خواہ بجس نفس خواہ بے حبس خواہ بدول برزخ خواہ بابرزخ الی غیر ذالک من الخصولیات التی استبطها الاهرون من اهل الطرائق وتعین احد الشقین ازیں خصوصیات مذکورہ مفوض بصواهدیدِ شیخ و مرشد ست کہ بحسبِ حال هرچہ را اصلح داند تلقین فرماید چنانچہ دو آیت دیگر فرمودہ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون " اھ ملتقطا (ترجمہ: اپنے پروردگار کے نام کو ہمیشہ، ہر وقت اور ہر کام میں یاد رکھ خواہ زبان کے ساتھ خواہ دل کے ساتھ خواہ روح کے ساتھ خواہ لطیفہ سر کے ساتھ خواہ لطیفہ خفی کے ساتھ خواہ لطیفۂ اخفی کے ساتھ خواہ لطیفہ نفس کے ساتھ خواہ ذکرِ یک ضربی ہو خواہ دوضربی خواہ سانس بند کر کے ہو یا بغیر سانس روکے خواہ تصورِ شیخ کے ساتھ ہو یا تصورِ شیخ کے بغیر یا اسکے علاوہ دوسرے ایک صورت کا متعین کرنا پیرومرشد کی (مرضی) پر ہے کہ جو مرید کے لئے زیادہ بہتر جانے اس کی تلقین کردے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے)

اس عبارت سے جیسا تصورِ شیخ کا جائز ہونا ثابت ہوا اس کے علاوہ اور بھی بہت سے جلیل القدر فائدے حاصل ہوئے مثلاً:

﴿۱﴾ تصورِ شیخ کے ساتھ ذکر کرنا قرآن مجید کی آیت کے حکم کے تحت داخل ہے۔

﴿۲﴾ ذکر کرنے پر قرآن مجید میں جو عظیم ترغیبیں آئی ہیں وہ ترغیبیں اس تصورِ شیخ والے ذکر کے لئے بھی ثابت ہوں گی گویا قرآنِ عظیم بھی تصورِ شیخ کی ترغیب دلا رہا ہے ۔

﴿۳﴾ وہ حکم جس میں کوئی قید بیان نہ ہو اس میں اپنی طرف سے کچھ کمی زیادتی کی اجازت نہیں اور اس کا حکم اس کی تمام صورتوں میں جاری رہے گا چنانچہ یہ حکم کہ "اپنے رب کا نام کا تذکرہ کرو" ہر قید سے آزاد ہے جس طرح چاہے ذکر کیا جائے ثواب ہوگا کیونکہ شریعت میں مطلق کام کی اجازت ہی اسکی تمام صورتوں کی اجازت کے لئے کافی ہوگی۔ جس کے بعد خاص خاص صورتوں کے لئے خاص دلیلوں کی حاجت نہیں۔ اصول فقہ کی اصطلاح میں جسے مطلق کہتے ہیں اُسے منطق والا مطلق سمجھنا خطا اور غلطی ہے۔

﴿۴﴾ نیک بات میں اگر چند مخصوص چیزیں شامل ہو جائیں تو وہ بری نہیں جب تک اُس مجموعی چیز میں ممانعت کی وجہ شرع سے ثابت نہ ہو۔ مثلاً ذکر الٰہی نیک چیز ہے کوئی شخص روزانہ فجر سے پہلے دوزانو بیٹھ کر ایک تسبیح خانہ کعبہ کی سمت منہ کر کے پڑھے تو جائز ہے حالانکہ اس نے ذکر الٰہی کے ساتھ (۱) قبل از فجر، (۲) روزانہ (۳) بیٹھ کر، (۴) دوزانو ہو کر، (۵) ایک ہی تسبیح ، (۶) خانہ کعبہ کی سمت منہ کرنا یہ چھ امور مزید شامل کر لئے لیکن چونکہ اس میں کوئی ناجائز چیز پیدا نہیں ہوئی لہذا یہ جائز ہے۔ یونہی تصورِ شیخ ہے کہ اس سے کوئی چیز ناجائز نہیں بنی لہذا وہ جائز ہے اور مجموعہ کے ممنوع ہونے کی

مثال کوئی آدمی بیت الخلاء میں جا کر ذکر کرتا ہے۔ اگرچہ ذکر کرنا جائز، بیت الخلاء میں جانا جائز لیکن مجموعہ ایسا ہے جس سے شرع نے منع کیا کہ ناپاک جگہ ذکر الٰہی منع ہے۔

﴿۵﴾ جو شخص کسی چیز کو جائز مانتا ہے اس کے لئے اسی قدر کافی کہ یہ خاص صورت مطلق کے تحت داخل ہے جو اسے ممنوع بتاتا ہے وہ مدعی ہے اسی خاص صورت سے ممانعت شریعت سے ثابت کرے۔

﴿۶﴾ عبادات کی مخصوص صورتیں شریعت کے بتانے پر موقوف ہیں۔ لہٰذا چلنے اور رکنے دونوں میں شرع مطہر کا اتباع (پیروی) واجب ہے۔ جہاں شریعت رک جائے ہم آگے نہ بڑھیں گے اور جہاں وہ آگے چلے وہاں ہم رکیں گے نہیں۔ تو اپنی طرف سے قرآن مجید کے مطلق (بے قید) حکم کو مقید (قید والا) بنا دینا اور مقید کو مطلق بنا دینا منع ہے۔ جس طرح شریعت نے ایک مخصوص طریقے میں عبادت کے کسی طریقے کو منحصر کر دیا ہو تو وہاں دوسرا طریقہ بنانا خلاف شریعت ہے یونہی جہاں شریعت نے کسی خاص طریقے میں منحصر نہ کیا ہو بلکہ اس کام کی ہر طرح سے اجازت دی ہو وہاں پر اس کھلی اجازت کو خاص صورتوں میں منحصر کر دینا ناجائز ہے۔

عبادات الٰہیہ کے توقیفی (شرع پر موقوف) ہونے کے یہی معنی ہیں۔ یہ نہیں کہ عبادت خلاف قیاس غیر معقول (عقل میں نہ آنے والی چیز) ہے لہٰذا اپنے مورد (خاص صورتوں) پر بند رہے گی جیسے نواب صدیق حسن بھوپالی وہابی نے گمان کیا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی مدد کا حکم دیا یہ حکم بغیر قید کے ہے خواہ کوئی پانی پلا کر مدد کرے یا کھانا کھلا کر، یا شفاخانہ کھول کر یا ہسپتال بنا کر یا راستے سے تکلیف دہ چیز اٹھا کر یا بیٹھنے کی جگہ درخت یا سائبان لگا کر ہر طریقہ جائز ہے یونہی درود شریف پڑھنے کا حکم مطلق دیا خواہ کوئی بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر، صبح پڑھے یا شام، گھر میں پڑھے یا باہر، نماز سے پہلے پڑھے یا بعد، اذان سے پہلے پڑھے یا بعد آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے، تنہا پڑھے یا دوسروں کے ساتھ جمع ہو کر۔ شریعت نے درود پڑھنے کو کسی خاص صورت کے ساتھ مقید نہیں کیا، لہٰذا شریعت نے حکم مطلق رکھا اور قید نہیں لگائی تو وہابیوں دیوبندیوں اور تبلیغیوں کا قید لگانا ناجائز اور باطل ومردود ہے۔

﴿۷﴾ بدعت کی وہابیانہ تعریف وتفسیر کہ جو بات زمانہ اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھی کہ "جو کام صحابہ نے نہ کیا یا جو کچھ قرون ثلثہ (زمانہ نبوی، صحابہ، تابعین) میں نہ تھا وہ بدعت ہے" جب کہ ان سب وہابیوں نے مختلف الفاظ انداز میں یہی تعریف کی ہے تو یہ تعریفیں سب باطل اور جھوٹی ہیں۔

بدعت کی تعریف :

﴿۸﴾ بدعت کی دو اعتبار سے تعریفیں ہیں (۱) ہر وہ کام جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا وہ بدعت یعنی نئی چیز ہے اس تعریف کو لیں تو حدیث کل بدعة ضلالة (ہر بدعت گمراہی ہے) عام نہیں بلکہ ایسا عام ہے جس سے بعض صورتوں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کیوں کہ مدارس دینیہ، کتب حدیث، جمع قرآن ہزارہا طریقے اس تعریف کے مطابق بدعت تو ہیں مگر گمراہی نہیں بلکہ بہت اچھے ہیں معلوم ہوا کہ حدیث میں وہ عموم ہے جن میں بہت سی صورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے بدعت کی دوسری تعریف ہے **مااحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم** ترجمہ: ہر وہ چیز جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملنے والے حق کے خلاف ایجاد کی جائے" اگر یہ تعریف لیں تو اس میں کسی کام کا استثناء نہیں کیونکہ ہر وہ طریقہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔ پہلی تعریف کو لغوی اور دوسری تعریف کو شرعی کہتے ہیں وہابیوں نے عجیب کھچڑی پکائی کہ آدھی تعریف تو پہلی لے لی کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور حکم نیچے سے لے لیا کہ ہر نئی چیز ناجائز ہے۔ یہ خاص ایجاد انہی تبلیغی ونجدی حضرات کی ہے جس پر شریعت سے بالکل کوئی دلیل نہیں۔ اور جس کی بنا پر شاہ عبدالعزیز اور شاہ ولی اللہ صاحب سے ہزار برس تک کے شریعت کے امام اور طریقت کے سردار یا ہزاروں تابعین بلکہ سینکڑوں صحابہ بھی معاذ اللہ بدعتی وگمراہ قرار پاتے ہیں۔ اور ان وہابیوں میں سے بعض جری بیباکوں مثلاً صدیق حسن خان بھوپالی وغیرہ نے صحابہ وتابعین کو گمراہ قرار دیا ہے اور وہ بھی کسے خاص امیر المومنین، غیظ المنافقین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں **وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون** (اور عنقریب جان لیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹتے ہیں)۔

﴿۹﴾ کسی چیز کے منقول نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس شے کا نہ ہونا منقول ہو گیا (تفصیل پہلے گزر گئی)۔

﴿۱۰﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی فعل کو نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث کا کوئی مجموعہ خود نہ لکھا یا کوئی بلند وبالا عمارت اپنے رہنے کے لئے نہیں بنائی تو یہ ناجائز ہونے کی دلیل نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منع فرمانے میں ہے نہ کرنے میں نہیں۔

﴿۱۱﴾ یہ جاہلانہ دھوکہ کہ اس طریقے میں کوئی بھلائی ہوتی تو صحابہ ہی کرتے تم کیا ان سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہو محض بے ہودہ اور ناقابل سماعت ہے۔ مثلاً صحابہ کرام نے باقاعدہ مدارس نہ بنائے تو بعد والوں کے لئے منع نہیں ہو گئے اور بعد والے مدارس بنا کر ان سے زیادہ سمجھدار نہ ہو گئے۔

﴿۱۲﴾ اولیائے کرام رحمھم اللہ مسلمانوں کی بھلائی کے لئے شرع کے مطابق جو ایجادات کرتے ہیں وہ لائق مدح اور مقبول ہیں۔

﴿۱۳﴾ اولیائے کرام اہل الذکر ہیں دوسروں کو ان پر اعتراض کا حق نہیں بلکہ اُن کی طرف رجوع کرنا اور جو وہ فرمائیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔

﴿۱۴﴾ کفار کے وہ طریقے جو ان کا خاص مذہبی طریقہ نہیں اُس میں اگر ان سے اتفاقاً مشابہت ہوجائے تو ہرگز یہ ممانعت کی وجہ نہیں ورنہ حبسِ دم (سانس روکنا) جو کہ ہندو جوگیوں کا مشہور طریقہ ہے یہ ممنوع ہوتا حالانکہ شاہ عبدالعزیز نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

﴿۱۵﴾ آیتِ کریمہ فاسئلوا اهل الذکر تقلید کے واجب ہونے میں نص ہے۔ اہل ذکر سے یہودیوں کے علماء مراد لیکر اس کو تقلید کی بحث سے بیگانہ بتانا غیر مقلد وہابیوں کی نری جہالت ہے۔ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے خاص سبب کا نہیں اس کے علاوہ بھی شاہ عبدالعزیز صاحب کی عبارت سے بہت سے فوائد ماہر آدمی نکال سکتا ہے۔ شاہ صاحب کی یہ نفیس عبارت کس قدر قابل قدر و منزلت ہے۔ کہ چند حرفوں مین کتنے نفیس فائدے بتا گئے اور آدھی بلکہ دو تہائی وہابیت کو خاک میں ملا گئے۔ والحمد للہ رب العلمین ۔ اب پھر عبارات کے شار کس طرف چلئے خاندان دہلی کے آقائے نعمت و خداوند دولت و مرجع و منتہی و مفرغ و ملجا (جائے پناہ) جناب شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات کی جلد اول میں فرماتے ہیں۔

" هیچ طریقے اقرب بوصول از طریقِ رابطه نیست تا کدام دولتمند بآں سعادت سازند" (اللہ تعالی کی بارگاہ تک پہنچنے کے لئے تصورِ شیخ سے زیادہ قریبی راستہ اور کوئی نہیں (خلاصہ)

نیز مکتوبات میں ہی ہے۔

" مخدوما مقصد اقصی ومطلب اسنی وصول بجناب قدس سره خداوندی ست جل سلطانه لیکن چو ں طالب درابتداء بواسطه تعلقات شتّی درکمال تدنس وتنزل ست وجنابِ قدس وتعالیٰ درنهایت تنزوه ترفع ومناسبتے که سببِ اضافه واستفاضه است درمیان مطلوب وطالب رابے آئینه پیر نتواں دید " (اے میرے مخدوم انتہائی مقصد اور روشن ترین مطلوب اللہ تبارک وتعالی کی پاک بارگاہ تک رسائی حاصل کرنا ہے لیکن طالب راہ ابتدائی زمانہ میں مختلف قسم کے دنیاوی تعلقات کی وجہ سے انتہائی میل کچیل اور پستی میں ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالی کی ذات پاک انتہائی پاکیزگی اور بلندی میں ہے۔ اور وہ مناسبت جو فیض دینے اور لینے کا سبب بنتی ہے وہ مطلوب اور طالب میں نہیں ہوتی لہذا ضروری ہوتا ہے کہ راستہ جاننے اور دیکھنے والے پیر سے اسکا کوئی چارہ حاصل کیا جائے اور وہ چارہ تصورِ شیخ ہے۔ پس طالب راہ ابتداء میں پیر کے آئینے کے بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتا) مکتوبات کی جلد دوم میں ہے۔

"نسبت رابطه همواره شمارا باصاحبِ رابطه می داره وواسطئه فیوض انعکاسی مے شود شکرِ ایں نعمت عظمی بجا باید آورد " ترجمہ: تصورِ شیخ کی وجہ سے مرشد سے تعلق قائم رہتا ہے اور یہ تصور فیض ملنے کا ذریعہ ہے اس نعمت عظمیٰ کے حصول پر شکر بجالانا چاہیئے۔

جلد سوم میں لکھا" پرسیده بوٗند که لِمَ ایں جهست که چوں درنسبت رابطه فتور میرود دراتیان سائر طاعات التذاذ نمی یا بد بدانند که هماں وجهکه بسبب فتور رابطه گشته است مانع التذاذاست (الی قوله) استغفار باید نمود تابکرم اللهٰسبحانه اثر آں مرتفع گردد " (انہوں نے سوال کیا کہ اس بات میں کیا راز ہے کہ جب تصورِ شیخ میں فتور آتا ہے تو تمام عبادتوں میں لذت حاصل نہیں ہوتی وہ جانیں کہ وجہ یہ ہے کہ رابطۂ شیخ میں فتور آنا عبادتوں کی لذت حاصل ہونے میں رکاوٹ ہے۔ استغفار کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالی کے کرم سے اس کا اثر اٹھ جائے" اور ذرا وہ بھی ملاحظہ ہوجائے جو انہوں نے مکتوبات کی جلد دوم مکتوب سیم میں فرمایا ہے۔

" خواجه محمد اشرف درزمشی رابطه رانوشتهب بودند که سجدے استیلاء یافته است که درصلوٰت آں را مسجود خود می داند ومی بیند واگر فرضا نفی کند منتفی نمیگردد محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است از هزار اں یکے رابد هند صاحب ایں معامله مستعد تام

المناسبة سبب یحتمل که باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اور اجذب نماید رابطه را چرا نفی کنند که او مسجود الیه است نه مسجود له چرا محاریب ومساجد رانفی نکنند ظهور این قسم دولت سعادت منداں رامیسر است تااز جمیع احوال صاحب ِرابطه را متوسط خود دانند ودرجمیع اوقات متوجه او باشند نه در رنگ جماعة بے دولت که خود رامستغنی دانند وقبله توجه از شیخ خود منحرف سازند ومعامله خود را برهم زنند " ترجمہ: خواجہ محمد اشرف نے لکھا تھا کہ رابطی کی نسبت یہاں غالب ہوگئی ہے کہ نمازوں میں اُسے سجود جانتا اور دیکھتا ہوں۔ اگر بالفرض اس کو دور بھی کرنا چاہتا ہوں تو نہیں ہوسکتا۔ ہم نے جواب دیا (یعنی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے) اے محب محترم! طالبانِ حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے۔ اور شیخ مقتدا کی قلیل صحبت سے تمام کمالات کو جذب کرلیتا ہے، رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہو۔ رابطہ مسجود الیه ہے نہ مسجود له ۔ محرابوں کی اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے۔ اس قسم کی دولت سعادت مندوں کو نصیب ہوتی ہے۔ تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اسی طرف متوجہ رہیں۔ نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں۔ اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔

الحمد للہ اس واضح مفہوم والی عبارت کا ایک ایک لفظ نجدیت کی جڑیں اکھیڑ دینے والا ہے۔

اب ہم علماء کی عبارات پر آتے ہیں پاکیزہ کتاب " حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار " صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے۔

الحديقة الخامسة فی الثمرات التی یجتنیها العبد بالصلوٰة علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم والفوائد التی یکتسبها ویقتنیها یعنی پانچواں حدیقہ ان پھلوں کے بیان میں جنہیں بندہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج کر چنتا ہے اور ان فائدوں کے بارے میں جنہیں درود کی برکت سے حاصل کرتا ہے پھر چالیس فائدے گنوا کر کہتے ہیں۔

" وہ فائدہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کرتے ہیں ان جلیل القدر فائدوں میں سے ایک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا دل میں نقش ہونا ہے"

امام ابو عبد اللّٰہ ساحلی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه بغیة السالک میں فرماتے هیں . ان من اعظم الثمرات واجل الفوائد المکتسبات بالصلوٰة علیه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم انطباع صورته الکریمة فی النفس انطبا عاثابتا متاصلا متصلا وذالک بالمداومة علی الصلوٰة علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم باخلاص القصد و تحصیل الشروط والاداب وتدبر المعانی حتی یتمکن حب من الباطن تمکنا صادقا خالصا یصل بین نفس الذاکر ونفس النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ویولف بینهما فی محل القرب والصفا " ثمرات وفوائد کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کئے جاتے ہیں ان کے اعظم و اجل (سب سے عظیم اور جلیل القدر) سے یہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا پائدار و مستحکم و دائمی نقش دل میں ہوجائے یہ یوں حاصل ہوتا ہے کہ خالص نیت اور شرائط و آداب کی رعایت اور معانی میں غور و فکر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ہمیشگی اختیار کرے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ایسے سچے خالص طور پر دل میں جم جائے جس کے سبب درود بھیجنے والے کے نفس کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس مبارک سے ملاقات اور قرب اور صفائی قلب کے مقام میں باہم الفت حاصل ہو۔

علامہ فاسی محمد بن احمد بن علی قصری رحمۃ اللہ علیہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں قد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار وکیفیة التربیة بها انه اذا کمل لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فلیشخص بین عینیه ذاته الکریمة بشریة من نور ثیاب من نور یعنی لتنطلع صورته صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فی روحانیة ویتالف معها تالفا یتمکن به من الاستفادة من اسراره والاقتباس من انواره صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال فان لم یرزق تشخص صورة قبره کانه جالس عند قبره المبارک

يشير اليه متى ماذكره فان القلب متى ماشغله شي امتنع من قبول غيره فى الوقت الى آخر كلامه فيحتاج الى تصوير الروضة المشرفته والقبور المقدسة ليعرف صورتها ويشخصها بين عينيه من لم يعرف من المصلين عليه فى هذا الكتب وهم عامة الناس وجمهور هم اه ملخصا یعنی بعض علماء جنہوں نے اذکار اوران سے مریدین کی تربیت کی کیفیت بیان کی فرماتے ہیں ۔ کہ جب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کامل ہوجائے تو چاہیے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت اُس کے آئینہ روح میں نقش ہوجائے اور وہ الفت پیدا ہوجائے جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسرار سے فائدہ حاصل کر سکے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار سے کچھ نور چن سکے وہی عالم فرماتے ہیں جسے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور میسر نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے۔ اور ہر بار ذکر شریف کے ساتھ مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا رہے۔ یہ اس لئے کہ دل میں ایک تصور جم جائے تو اُس وقت دوسری کسی شے کو قبول نہیں کرتا" اِسے نقل کر کے علامہ فاسی فرماتے ہیں۔ جب یہ بات ٹھہری تو روضہ مطہرہ قبر انور کی تصویر بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ جن "دلائل الخیرات" پڑھنے والوں کو ان کا نقشہ معلوم نہیں۔ اور اکثر لوگ ایسے ہی ہیں تو انھیں تصور جمانے میں آسانی ہو شیخ عبدالحق محدث قدس سرہ "جذب القلوب الی دیار المحبوب" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کتاب "ترغیب اھل السعادت" میں فرماتے ہیں۔

"ازفوائد صلوٰة بر سید کائنات علیه افضل الصلوٰة است تمثل خیا ل وے صلی اللّٰہ علیه وسلم درعین كه لازم كثرت صلوٰة مست بانعتِ حضور وتوجه اللهم صلی وسلم علیه " اه ملتقطا

(حضور سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے فوائد میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال مبارک آنکھوں میں بس جاتا ہے جو کہ کثرت درود کو لازم ہے جب کہ درود شریف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور درود کے معنی پر توجہ کے ساتھ ہو)

امام محمد بن الحاج عبدری مکی قدس سرہ "مدخل" میں فرماتے ہیں

من لم یقدر له بزیارته صلی اللّٰهتعالیٰ علیه وسلم بجسمه فلینوها كل وقت بقلبه ولیحضر قلبه انه حاضر بین یدیه متشفعابه الی من منّ به علیه كما قال الامام ابو محمد بن السید البطلیوسی رحمة اللّٰهتعالیٰ علیه فی رقعته التی ارسلها الیه صلی اللّٰهتعالیٰ علیه وسلم من ابیا ت

الیک اـفر من زللی وذنبی وانت اذا لقیت اللّٰه حسبی
وزورة قبرک المحجوج قدما منای وبغیتی لوشاء ربی
فان احرم زیارة بجسمی فلم یحرم زیارة بقلبی
الیک غدت رسول اللّٰه منی تحیة مومن دنف محب

یعنی جسے مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت جسم سے نصیب نہ ہوئی ہو وہ ہر وقت دل سے اس کی نیت رکھے اور دل میں یہ تصور جمائے کہ میں حضور پر نور صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ کے حضور حاضر ہوں حضور سے اس ذات کی بارگاہ میں اپنے لئے شفاعت چاہ رہا ہوں جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل فرما کر مجھ پر احسان کیا۔ جیسا کہ امام محمد بن سید بطلیوسی نے اپنی اُسی عرضی میں جو مزار پر انوار پر بھیجی یہ اشعار عرض کئے کہ یارسول اللہ میں اپنی لغزش وگناہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی پناہ چاہتا ہوں اور جب میں خدا سے ملوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم مجھے کافی ہیں۔ حضور کی قبر مبارک کی زیارت کہ ہمیشہ سے جس کا حج ہوتا ہے (یعنی لوگ خاص اُس کی نیت کر کے دور دور سے حاضر ہوتے ہیں) میری آرزو ومراد ہے۔ اگر میرا رب چاہے اگر جسم سے اس کی زیارت مجھے نصیب نہ ہوئی تو دل کی زیارت سے محروم نہیں ہوں۔ صبح کے وقت حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوں یارسول اللہ میری طرف سے ایک مُحب، بیمار محبت کا سلام ہو"

امام احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و فتح محمدیہ اور علامہ محمد زرقانی اسکی شرح میں فرماتے ہیں۔

یلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر مقام الهیبة كما كان یفعل بین یدیه علیه الصلوٰة والسلام سماعه لسلامه كی هوفی حال حیاته اذلافرق بین موته و حیاته من مشاهد ته لامته معرفته باحوا لهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذالک عنده جلی لاخفاء به ویمثل (یصور)

الزائر وجھہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ذھنہ ویحضر قلبہ جلال رتبتہ وعلو منزلتہ وعظیم حرمتہ اہ ملخصا یعنی زائر ادب وخشوع اور عاجزی کو لازم پکڑ لے آنکھیں بند کئے مقامِ ہیبت میں کھڑا ہو جیسا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کے عالم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کرتا کہ وہ اب بھی زندہ ہیں اور تصور کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کی حاضری سے آگاہ ہیں اُس کا سلام سن رہے ہیں بعینہ اُسی طرح جیسے حال حیات ظاہری میں کہ حضورِ پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم وفات وحیات دونوں حالتوں میں یکساں ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کو دیکھتے اور ان کے احوال کو پہچانتے اوان کی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطرات سے آگاہ ہیں۔ اور یہ سب باتیں حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی روشن ہیں۔ جس میں کوئی پوشیدگی نہیں اور زائر اپنے ذہن میں حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کریمہ کا تصور جمائے اور دل میں حضور کی بزرگی، مرتبہ وبلندی قدر واحترام عظیم کا خیال جمائے۔

علامہ رحمت اللہ ہندی تلمیذ امام ابن الہمام منسک متوسط اور علامہ علی قاری مکی اسکی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں۔ ثم توجہ (ای بالقلب والقالب) مع رعایۃ الادب فقام تجاہ الوجہ الشریف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلۃ والانکسار والخشیۃ والوقار والھیبۃ والافتقار غاض الطرف مکفوف الجوارح فارغ القلب (من سوی مرامہ) واضعا یمینہ علی شمالہ مستقبلا لوجھہ الکریم مستدبر اللقبلہ متمثلا صورتہ الکریمۃ فی خیالک (ای فی تخیلات بالک لتحسین حالک) مستشعر ابانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم بحضورک وقیامک و سلامک (ای بل بجمیع افعالک واحوالک وارتحالک ومقامک) وکانہ حاضر جالس بازائک مستحضر اعظمتہ وجلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہ ملخصا یعنی زیارت کے لئے حاضر ہونے والا دل وبدن دونوں سے انتہائی ادب کے ساتھ مزار اقدس کی طرف متوجہ ہو کر مواجہ شریفہ میں کھڑا ہو تواضع وخشوع وخضوع وعاجزی وانکساری وخوف ووقار وہیبت ومحتاجی کے ساتھ آنکھیں بند کئے، اعضاء کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے داہنے ہاتھ کو بائیں پر باندھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرے دل میں حضور انور صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کا تصور باندھے کیونکہ یہ خیال تجھے خوشحال کردے گا اور خوب یقین کرلے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل منزل کوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔ اور یہ تصور کر کہ گویا حضور تیرے سامنے حاضر وتشریف فرما ہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وجلال کا خیال اپنے ذہن میں حاضر رکھ۔

امام مجد الدین ابوالفضل عبداللہ بن محمود موصلی اپنے متن مختار کی شرح اختیار میں پھر سلطان اورنگزیب انار اللہ تعالیٰ برھانہ (اللہ تعالیٰ ان کی دلیل کو منور فرمائے) کی بلند بخت حکومت کے علماء نے فتاوی عالمگیری میں فرمایا

یقف کما یقف فی الصلوٰۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البھیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بانہ یسمع کلامہ یعنی زائر روضہ منورہ کے قریب دست بستہ (ہاتھ باندھے) باادب یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشن صورت کریمہ کا تصور باندھے گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرقد اطہر (قبر منور) میں آرام فرما ہیں زائر کو جانتے اور اس کا کلام سنتے ہیں

امام اجل قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے شفاء شریف میں امام ابوابراہیم تجیبی سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں۔ واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوذکر عندہ ان یخشع ویخضع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ھیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتادب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ "ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرے یا حضور کا ذکر اس کے سامنے کیا جائے کہ خضوع وخشوع ووقار بجالائے جسم کا کوئی ذرہ حرکت نہ کرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت وتعظیم میں اپنے نفس کو اُس طرف پر مقید کرے جس طرح خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے خاص حضوری میں رہتا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس جناب کے لئے مؤدب ہونا سکھایا۔"

(جیسے فرمان الٰہی ہے **یا یھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرو اله بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون** : اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ ان کے حضور چلا کر بات کرو جیسے ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو)۔ (سورۃ الحجرات، پارہ نمبر ۲۶)

علامہ شہاب الدین خفاجی شفاء کی شرح نسیم الریاض میں مذکورہ عبارت پر فرماتے ہیں

یفرض ذالک ویلاحظه ویتمثله فکانه عنده یعنی ذکر شریف کے وقت یہ فرض و ملاحظہ کرے کہ خاص حضوری میں ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کا تصور ایسا جمائے کہ گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس جلوہ فرما ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فاضل رفیع الدین خان مراد آبادی ''تاریخ الحرمین'' میں لکھتے ہیں

شبے در طواف بودم وھجوم بسیار بود بخیالِ خود حضور آنحضرت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یاد کردم و تصور نمودم که آں سرور علیه وعلی اله الصلوٰۃ والسلام در طواف هستند وجماعة صحابه بآں حضرت طواف میکنند ومن بطفیل ایشان درمجمع حاضر م وروزے پیشِ باب بیت اللّٰہ ایستاده دعا کردم وباخود قصه روزه فتح یاد کردم وتصور نمودم که جناب اقدس نبوی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم در دروازه ایستاده اندو صحابه کرام بحسب مرتبه ومقام خود درخدمت شریف حاضر اند و کفارِ قریش ترسان وھراسان در حضور آمده اند و آنحضرت از ایشان عفو فرموده ملاحظه ایں حال باعث شد بتوسل از آنجناب ودعا در حضرت عزت جلت عظمته برائے مغفرتِ خودُ جمیع اقارب واحباب وقضائے حوائجِ دین و دنیا ونرجو من اللّٰہ الاجابة انشاء اللّٰہ تعالیٰ صددوستاں راکجاکنی محروم توکه بادشمناں نظر داری

ترجمہ: ''ایک روز میں طواف میں تھا اور ہجوم کثیر تھا۔ اپنے خیال میں میں نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کیا اور تصور کیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طواف میں ہیں۔ اور صحابہ کرام کی جماعت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کر رہی ہے۔ اور میں بھی ان کے طفیل اس مجمع میں حاضر ہوں اور ایک دن میں بیت اللہ شریف کے دروازے کے سامنے کھڑا دعا کر رہا تھا۔ اور فتح مکہ کا قصہ یاد کیا اور تصور کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس دروازے میں تشریف فرما ہیں۔ اور صحابہ کرام بھی اپنے مقام اور مرتبہ کے مطابق خدمت اقدس میں حاضر ہیں اور کفار قریش بھی ڈرتے کانپتے آرہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو معاف فرمارہے ہیں یہ حال سبب بنا کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں اپنی اور اپنے رشتے داروں اور دوستوں کی مغفرت کے لئے اور دین و دنیا کی حاجتیں پوری کرنے کے لئے دعا کروں اور ہم اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید رکھتے ہیں۔ تو جو دشمنوں پر بھی نظر رکھتا ہے۔ دوستوں کو کیونکر محروم رکھے گا۔''

الحمد للہ فی الحال یہ تیس حوالے عظیم فائدوں والے ہیں اور جو باقی رہ گئے وہ ان سے بہت زیادہ ہیں پھر انصاف پسند کو اس قدر بھی کافی اور جھگڑالو آدمی کے لئے ایک دفتر بھی مفید نہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور بے ادبی سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

تنبیہ لطیف :

یہ تو شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی تقریر سے واضح ہو گیا۔ کہ تصور شیخ کا جائز ہونا تو قرآن مجید کی مطلق (جس میں قید نہ ہو) آیات سے ثابت اور حاصل ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ مسائل کے حل کیلئے اہل ذکر یعنی اولیاء اللہ رحمھم اللہ کی طرف رجوع کیا جائے یہ بات قرآن کریم کی اس آیت **فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون** (اہل ذکر سے پوچھو اگر نہیں جانتے) سے ثابت ہے۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے کلام میں اشارہ کے طور پر اور وہابیوں کے تیسرے معظم مولوی خرم علی کے حوالے سے وضاحت کے ساتھ ثابت ہوا کہ اولیائے طریقت، شریعت کے مجتہدین کی طرح ہیں اور خود وہابی ٹولے کے امام اسمٰعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں ان کا طریقت میں مجتہد ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ اس نے کہا " **اولیائے کبار ازصحابِ طرق امامت درفن باطن شریعت حاصل کرده و اجتهاد در قواعد اصلاحِ قلب که خلاصه دین متین ست بهم رسانیده بودند** '' (مختلف سلاسل والوں میں سے بڑے بڑے اولیاء شریعت کے باطنی شعبہ میں

درجہ امامت حاصل کئے ہوئے ہیں اور دل کی اصلاح جو کہ دین متین کا خلاصہ ہے اس میں درجہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں)۔
مگر مجھے یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ ان حضرات کے اقوال سے صرف تصورِ شیخ کا جواز ثابت نہ ہوا بلکہ اس تصورِ شیخ کی شدید ترغیب اور تاکید کے ساتھ لالچ دلانا اور تصورِ شیخ کا بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے کے راستوں میں سب سے قریبی راستہ ہونا خود ان کے امام و مجتہدِ طریقت بلکہ مجتہدِ شریعت کے روشن اشاروں اور تصریحات کے ساتھ ثابت ہو گیا اب یہاں ذہن میں آئے گا کہ آپ نے شریعت کے مجتہد سے اس کا جواز کیسے ثابت کیا تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی کے اقوال تصورِ شیخ کے بارے میں آپ دوبارہ دیکھ لیں اور اب مرزا مظہر جانِ جاناں کا قول حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں سنئے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا شاہ ولی اللہ صاحب نے مرزا مظہر جانِ جاناں کی تعریف میں کیا کچھ لکھا ہے۔
لہٰذا مرزا مظہر جانِ جاناں بھی ان کے نزدیک معتبر ہوئے اب یہی مرزا مظہر جان جاناں نے شیخ مجدد الف ثانی (جنہوں نے تصورِ شیخ کو جائز اور بہت عمدہ کہا) کی شان میں فرمایا ہے۔ کہ حضرت مجدد نہ فقط طریقت میں بلکہ شریعت میں بھی امام مجتہد تھے مکتوب پر نزدہم (پندرھویں) میں لکھتے ہیں
مجدد الف ثانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کہ نائب کامل آنحضرت اند بنائے طریقہ خود را بر اتباعِ کتاب وسنت گذاشتہ اند علماء در اثباتِ رفعِ سبابہ رسالہا مشتمل بر احادیثِ صحیحہ و روایات فقہیہ حنفیہ تصنیف کردہ اند تابجائیکہ حضرت شاہ یحیی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرزند اصغر حضرت مجدد نیز دریں باب رسالہ تحریر نمودہ اند و درنفسِ رفع یک حدیث بہ ثبوت نہ رسیدہ وترکِ رفع ازجناب حضرت مجدد بنا بر اجتہاد واقع شدہ وسنت محفوظ از نسخ بر اجتہاد مجتہد مقدم ست (حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کامل نائب تھے اس لئے آپ نے اپنے طریقہ کی بنیاد کتاب وسنت پر رکھی علماء نے تشہد میں انگلی اٹھانے کے اثبات (ثابت کرنے) میں بہت سے رسالے تصنیف کئے جو صحیح احادیث اور فقہ حنفی کی روایات پر مشتمل ہیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چھوٹے فرزند حضرت شاہ یحیی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھا اور انگلی اٹھانے کی نفی میں ایک بھی حدیث ثبوت کے طور پر پیش نہ کر سکے اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا تشہد میں انگلی اٹھانے کی نفی کرنا اجتہاد کی بنا پر تھا اور وہ سنت جو منسوخ نہ ہو وہ اجتہاد پر فوقیت رکھتی ہے۔"
اس سے ثابت ہوا کہ مرزا مظہر جانِ جاناں حضرت مجدد الف ثانی کو مجتہدِ شریعت مانتے تھے۔ اور حضرت مجدد تو تصورِ شیخ کو جائز اور انتہائی مفید قرار دیتے ہیں۔ تو امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی وغیرہ منکرین جنہیں نہ طریقت میں لیاقت نہ شریعت میں مہارت اور اسے منصب تجدید (مجدد ہونا) اور منصب اجتہاد (مجتہد ہونا) حاصل تو بڑی بات ہے۔ ولی مجدد اور امام مجتہد کے سامنے ایسوں کی بکواس کون سنتا ہے اگرچہ ؏
مغز ماخورد و حلقِ خود بدرید (ہمارا مغز کھاتے ہیں اور اپنا گلا پھاڑتے ہیں)۔

تنبیہ لطیف :

یہاں تک تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو مجتہد مانا اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تصورِ شیخ کو جائز مانا۔
اب اگر مزید آگے چلیں گے تو تصورِ شیخ کا جواز صرف مجتہد کے قول سے نہیں بلکہ اسمٰعیل دہلوی کے ایمان کے مطابق ایک معصوم صاحب وحی کے قول سے ثابت ہوگا وہ کس طرح اب زیادہ توجہ کیجئے گا کہ یہ کیا؟ معصوم صاحب وحی سے اسکا صراحۃً ثبوت کیسے ہوا تو ہم کہتے ہیں اگر اسمٰعیل دہلوی کی بات آپ نے سُنی ہوتی تو آپ کو تعجب نہ ہوتا۔
صراط مستقیم میں بیان کرتا ہے کہ اولیاء میں جو حکیم (خالص مرتبہ ولایت ہے) ہوتا ہے جسے صدیق و امام و وصی بھی کہتے ہیں۔ اُس پر خدا کے یہاں سے وحی آتی ہے۔ اسے صرف غیب وشہادت کے بارے میں ہی کائنات کے بعض احکام اور صرف سلوک وطریقت کے جزوی معاملات کے بارے میں نہیں بلکہ شریعت وملت اسلامیہ کے کلی احکام بھی انبیاء کے واسطے کے بغیر آتے ہیں۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام کا ہم استاد ہوتا ہے۔ وہ انبیاء کی مثل معصوم ہوتا ہے اس پر خاص امور شرعیہ میں انبیاء علیہم السلام کی تقلید کچھ ضروری نہیں ہوتی بلکہ ایک اعتبار سے انبیاء کی طرف وہ خود محقق ہوتا ہے۔ اس کا علم جسے حکمت کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے علم سے ہرگز کم نہیں ہوتا صرف اتنا فرق ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر اعلانیہ وحی آتی ہے اور اس حکیم صاحب پر پوشیدہ وحی آتی ہے چنانچہ اس کی عبارت دیکھئے۔
" پوشیدہ نہ خواہد ماند کہ صدیق من وجہ مقلدِ انبیاء ھے باشد ومن وجہ محقق در شرائع

علوم کلیہ شرعیہ اور ابدو واسطہ میر سد بوساطت نور جبلی وبوساطتِ انبیاء علیهم الصلوٰۃوالسلام پس در کلیاتِ شریعت و حکم احکام ملت اور اشاگرد انبیاء هم می تو ان گفت وهم استاذ انبیاء هم ونیز طریق اخذ آں هم شعبه ایست از شعب وحی که آں را د ر عرفِ شرع بنفث فی الروح تعبیر می فرمایند وبعضی اهلِ کمال آنرا بوحی باطنی هے نامند همیں معنی را بامامت ووصایت تعبیر مکیںند وعلمِ ایشاں راکه بعینه علمِ انبیاء ست لیکن بوحی ظاهر متعلق نشده بحکمت می نامند لابد او رابمحافظتے مثل محافظت انبیاء که مسمی بعصمت است فائز میکنند وایں حفظ نصیبئه انبیاء و حکماء ست وهمیں راعصمت نامند ندانی که اثبات وحکمت ووجاهت وعصمت غیر انبیاء را مخالف سنت و از جنس اختراع بدعت ست ندانی که اربابِ ایں کمال از عالم منقطع شده اند " (ترجمہ: پوشیدہ نہ رہے کہ صدیق ایک اعتبار سے انبیاء کا مقلد ہوتا ہے۔اور ایک اعتبار سے مسائل میں خود محقق ہوتا ہے شریعت کے کُلّی علوم اس کو دو واسطے سے حاصل ہوتے ہیں۔فطری نور کے واسطے سے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطے سے پس شریعت کے احکام میں اور ملت اسلامیہ کے احکام میں اُسے انبیاء کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں اور انبیاء کا ہم استاذ بھی نیز ان صدیقوں کا احکام حاصل کرنے کا طریقہ وحی کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے جسے شریعت کی بولی میں نفث فی الروح (روح میں پھونک دینا) سے تعبیر کرتے ہیں۔اور بعض اہلِ کمال اِسے وحی باطنی کا نام دیتے ہیں۔اس معنی کو امامت اور وصایت (وصی ہونے) سے تعبیر کرتے ہیں۔اور ان کا علم انبیاء کا علم ہوتا ہے۔لیکن ظاہری وحی کے ذریعے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اس کا نام حکمت رکھا جاتا ہے پھر انبیاء کرام کی جس طرح حفاظت کی جاتی ہے جسے عصمت کہتے ہیں اسی طرح ان صدیقوں کی حفاظت بھی کی جاتی ہے۔اور یہ حفاظت صرف انبیاء و حکما کے لئے ہے۔اور اسی کو عصمت بھی کہتے ہیں۔تو یہ نہ سمجھنا کہ غیر انبیاء کے لئے وحی باطنی اور حکمت اور وجاہت اور عصمت ثابت کرنا خلاف سنت ہے اور بدعت گھڑنے کے قبیل سے ہے۔کیا تو نہیں جانتا کہ یہ صاحب کمال لوگ اس جہاں سے اپنا تعلق ختم کر چکے ہیں؟) **معاذ اللہ ثم معاذ اللہ** یہ کتاب "صراط مستقیم" جو حقیقتاً سیدھا نہیں بلکہ ٹیڑھا راستہ اور مستقیم نہیں نا مستقیم ہے جس کی عبارت ہم نے نقل کی چھپی نہیں بلکہ چھپی ہوئی کتاب ہے۔مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۸۵ھ کے آخر صفحہ ۳۸ سے صفحہ ۴۲ تک ان گندے کفریات اور قطعی مردود باتوں کا جوش دیکھ لیجے خیر ان وہابیوں کی شیطانی اصطلاح میں حکیم و حکمت کے معنی تو معلوم ہوئے یہی علوم صدیقیت ہیں جو ان خود ساختہ باطنی نبیوں کو پوشیدہ طور پر دیے جاتے ہیں۔

یہاں تک تو یہ معلوم ہوا کہ اولیاء میں حکیم اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک معصوم اور صاحب وحی ہوتے ہیں۔اب آئندہ عبارت سے معلوم ہوگا کہ تصورِ شیخ کو جائز اور اچھا قرار دینے والے شاہ ولی اللہ صاحب ان کے نزدیک نہ صرف حکیم بلکہ حکیموں کے سردار ہیں تو شاہ صاحب بھی ان کے باطنی معصوم اور صاحب وحی ہوئے تو تصورِ شیخ کا جواز خود ہی معصوم اور صاحب وحی کے قول سے ثابت ہوگیا۔اب حوالہ ملاحظہ فرمائیں اسی بحث میں شاہ ولی اللہ صاحب کو سید الحکما لکھا ہے۔

" ایں صدیقیت را جناب سید الحکماء وسید العلماء اعنی الشیخ ولی الله بقرب الوجود تعبیر میفر مایند " (اس صدیقیت کو جناب حکماء اور علماء کے سردار شیخ شاہ ولی اللہ بقرب الوجود تعبیر کرتے ہیں) اب کیا شک رہا کہ اسمٰعیل دہلوی کے ایمان پر شاہ ولی صاحب بھی (**استغفر اللہ**) انہیں چھپے رسولوں بوڑھے معصوموں میں ہیں اور ان شاہ صاحب کے علوم بھی پوشیدہ وحی کے ساتھ ان پر اترے اور شاہ صاحب کی عبارتیں آپ سن چکے کہ تصورِ شیخ کو "الانتباہ" میں کیسا جائز اور اچھا قرار دیا ہے اور اس کی کتنی تلقین اور تعلیم دی ہے۔پھر اب اس تصورِ شیخ کا انکار اسمٰعیل دہلوی کے ایمان کے مطابق خود اپنے خود ساختہ پیغمبر کا رد کر کے کافر ہو جانا ہی ہوا فرق صرف اتنا ہوگا کہ چونکہ شاہ صاحب کو پوشیدہ نبی مانا ہے تو ظاہری پیغمبر کا انکار کرنے والا کھلا کافر اور پوشیدہ پیغمبر کا انکار کرنے والا ڈھکا چھپا کافر (اللہ رب العلمین کی پناہ ایسے اقوال سے اور عزت اللہ ہی کے لئے ہے) ان وہابی حضرات نے بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بنایا یہاں تک کہ ان کے مذہب کے مطابق پر صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم تو ایک طرف ان کے خود ساختہ پیغمبر بھی اور ہمارے سچے رسولوں علیہم السلام میں سے بھی کوئی شرک کرنے سے نہ بچا (**معاذ اللہ**) یا اس کی سزا ہے کہ ہر جگہ اپنے منہ آپ ہی کافر ٹھہرتے ہیں۔کہ جیسا کروگے ویسا بھروگے **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز المنان** (نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے جو غالب بہت احسان کرنے والا ہے) مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا صدقہ ہمیں دین حق پر قائم رکھے اور

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملت اور سنت پر دنیا سے اٹھائے آمین۔

الحمدللہ کہ یہ حق و یخ کو ظاہر کرنے والا مختصر جواب جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ میں ترتیب دیا اور تاریخ کے لحاظ سے اس کا نام ''الیاقوتة الواسطة فی قلب عقد الرابطة'' رکھا ربنا تقبل منا ان انت السمیع العلیم وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین آمین الحمد للہ رب العلمین واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۔ (اے اللہ ہماری طرف سے اسے قبول فرما بے شک تو سننے جاننے والا ہے اور اللہ درود بھیجے ہمارے آقا مولا حضرت محمد پر اور آپ کی تمام آل اور اصحاب پر آمین تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور اس کا علم سب سے مکمل اور سب سے زیادہ مضبوط ہے۔)

کتبہ عبدہ المذنب محمد قاسم قادری عفی عنہ
بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

تصوّر شیخ کا طریقہ :

از الوظیفة الکریمة

خلوت میں آوازوں سے دور، مکان شیخ اور وصال ہوگیا تو جس طرف مزار شیخ ہو ادھر متوجہ بیٹھے۔ محض خاموش، باادب، بکمال خشوع اور صورت شیخ کا تصور کرے اور اپنے آپ کو اس کے حضور حاضر جانے اور یہ خیال جمائے کہ سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ سے انوار وفیوض شیخ کے قلب پر فائض ہو رہے ہیں۔ میرا قلب قلب شیخ کے نیچے بحالتِ دریوزہ گری لگا ہوا ہے۔ اُس میں سے انوار وفیوض اُبل اُبل کر میرے دل میں آ رہے ہیں۔ اس تصور کو بڑھائے یہاں تک کہ جم جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔ اس کی انتہا پر صُورت شیخ خود متمثل ہو کہ مرید کے ساتھ رہے گی اور ہر کام میں مدد کرے گی اور اس راہ میں جو مشکل اُسے پیش آئے گی اُس کا حل بتائے گی۔

تنبیہ :اذکار واشغال میں مشغول ہونے سے پہلے اگر قضا نمازیں یا روزے ہوں ان کا ادا کر لینا یعنی جس قدر ممکن ہو نہایت ضروری ہے۔ جس پر فرض باقی ہو اُس کے نفل واعمال مستحبہ کام نہیں دیتے بلکہ قبول نہیں ہوتے جب تک فرض ادا نہ کرلے۔

تنبیہ :اذکار واشغال کے لئے تین بدرقوں کی ضرورت ہے۔ تقلیلِ طعام (کم کھانا)، تقلیلِ کلام (کم بولنا)، تقلیلِ منام (کم سونا) وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق.

سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے تصور کا طریقہ

از تصنیف لطیف امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس قادری (دامت برکاتہم عالیہ)

فیضان سنت

پیارے اسلامی بھائیو! سرکار (ﷺ) کے دیوانے بن جائیے! دُنیا کے حسین ودلفریب نظاروں کے دلدل سے نکل کر صحرائے مدینہ کا نقشہ پردۂ ذہن پر کھینچ لیجئے!

میرے پیارے مدنی آقا (ﷺ) کی آرامگاہ پر جو سبز قُبّہ بنا ہوا ہے۔ وُہی سبز گنبد جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہر آنکھ ترس رہی ہے، وہ سبز گنبد جس پر نثار ہونے کے لئے ہر دل بے قرار رہتا ہے، جس کے جلووں میں دُنیا کا تمام حُسن وجمال سمٹ آیا ہے۔ وُہی سبز گنبد جس کے ہجر وفراق میں سینۂ عُشاق ہر گھڑی فگار رہتا ہے۔ جس کا تذکرہ چھڑ جائے تو دِل زور زور سے دھڑکنے لگتا ہے۔ اُس پیارے اور دلکش سبز سبز گنبد کا مقابلہ رُوئے زمین کی کوئی حسین سے حسین فلک بوس عمارت بھی نہیں کر سکتی۔

اس حُسین ودلکش سبز گنبد کا تصوُّر جما لیجئے! اب تصوُّر ہی تصوُّر میں مسجدِ نبوی شریف کی پُر کیف، نُورانی اور مُعطّر فضاؤں سے گزرتے ہوئے قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے حُسین، سُنہری جالیوں کے سامنے مُواجَہہ شریف کی طرف منہ کر کے چار ۴/ ہاتھ (تقریباً دو ۲/ گز فاصلے پر کھڑے ہو جائیں۔ یقیناً ان سُنہری جالیوں کے پیچھے ہمارے دلوں کے تاجدار دونوں جہاں کے مالک ومختار، حبیب کردگار، شفیع روزِ شمار، غمزدوں کے غمگسار، بیکسوں کے

ندگار، انبیاء کے سردار (ﷺ) عین حیاتِ ظاہری کے ساتھ جلوہ اَفروز ہیں۔ آپ (ﷺ) زائر کو مُلاحظہ فرمارہے ہیں، پہچان بھی رہے ہیں۔ بلکہ دلوں پر جو خطرات گزر رہے ہیں اُن پر بھی مُطّلع ہیں۔ اب آنکھیں بند کر کے سیّدُ المحبوبین (ﷺ) کے حسین تخیّل میں کھو جایئے! تصوُّر جمانے کی کوشش کیجئے۔۔۔ تصور ہی تصور میں آقا (ﷺ) کا جلوہ دیکھ لینے کی تڑپ بڑھا دیجئے دِل کی آنکھوں سے ہی دیکھ لیجئے چہرہ روشن، گول اور کتنا حسین دولرُبا ہے۔ رنگ گندمی پھر اُوپر سے سفید وگلابی رنگت، ملاحت اور صباحت کا حسین امتزاج، رُخسار پاک گوشت سے بھرے بھرے۔ ریشِ مُبارک (داڑھی مُبارک) سیاہ، گھنی اور گول نُورانی، پیشانی، کھلی، صاف، کشادہ جیسے سفید چاندی کا ایک ٹکڑا، کوئی سلوٹ نہیں، کوئی لکیر نہیں، ابرو سیاہ کماندار اور آپس میں ملے ہوئے، مُبارک اَبروں کے نیچے دَرَخشندہ اور سُرمگیں آنکھیں، ان میں سُرخ ڈورے کتنے بھلے معلوم ہورہے ہیں۔ ناک مُبارک اُونچی اور باریک۔ اللہ ﷺ اللہ ﷺ! دہنِ مبارک جیسے گلاب کی پتیاں۔ قُربان لبوں پر مُسکراہٹ کھیل رہی ہے۔ دندانِ مُبارک سفید اور چمکدار جیسے موتیوں کی لڑی کی طرح دمک رہے ہیں اور ان سے نُور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ پھر گول سرِ اقدس پر عمامہ شریف کا تاجِ حُسن والا کو دوبالا کررہا ہے۔ قُربان ہو جائیں اس نُورانی اور رحمت بھرے چہرے کی طلعت پر۔ حُسن وجمال کے حسین تصوُّر میں گُم ہو کر پڑھیں درود پاک تو اس کی چاشنی ہی کچھ اور ہے۔ اس طرح درود وسلام پڑھیں تو یقیناً ڈھیروں ثواب حاصل ہوگا اور کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نصیب ہوں گی۔

روئے بدرالدجیٰ کے دیکھتے رہ گئے   چہرۂ وَالضُّحیٰ دیکھتے رہ گئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تصوّرِ شیخ

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صورت شیخ کو واسطہ وصول فیض جان کر وقتِ ذکر یا مراقبہ کے اُس کا تصوّر کرتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے اشغال نقشبندیہ کے بیان میں اپنی کتاب قول الجمیل میں فرمایا ہے۔ **واذا غاب الشیخ عنہ یتخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ما تفیدصحبتہ** اس طور پر کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے مرشد کے لطائف میں فیض نازل ہوکر مرید کے لطائف پر وارد ہوتا ہے۔ اور یہ بھی جب تک کہ اُس کو مناسبت کاملہ ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے نہ ہو اور جب مناسبتِ کاملہ پیدا ہو جائے پھر ضروری نہ جانے اور مرشد کو فقط واسطہ اور وسیلہ فیض کا جانتا ہے نہ عالم الغیب جانے نہ حاضر وناظر اور نہ معبود ومسجود مقرر کرے بلکہ ان امور کا غیر خدا کے واسطے ثابت کرنا شرک سمجھے جائز ہے یا نہ ؟ اگر جائز ہے تو اس کا سند قرآن ہے یا حدیث یا قول مجتہد یا اجماع۔ اگر نہیں جائز تو اَدِلّہ اربعہ سے اس کے لئے کونسی دلیل ہے؟ بینوا توجروا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

الجواب:

الحمد للّٰہ الذی ھدانا لربط القلوب باعظم برزخ بین الامکان والوجوب والصلوٰۃ والسلام علی اجمل مطلوب اجل وسیلۃ لاصلاح الخطوب صلوٰت تمحو رَین العیوب وتمثل فی الفواد صورۃ المحبوب منشھدا بالتوحید لعلام الغیوب وبالرسالۃ الکبری لشفیع الذنوب صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ وسائط الکرم قال الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی لم اللّٰہ تعالیٰ شعثہ وتحت اللواء الغوثی بعثہ

تصوّرِ شیخ بروجہ رابطہ جسے برزخ بھی کہتے ہیں جس طرح حضرات صوفیہ صافیہ قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارھم الوافیہ میں خلفاً عن سلف معمول وماثور اور اُن کی تصانیف منیفہ ومکتوبات شریفہ وملفوظات لطیفہ میں بتواتر مذکور ومسطور وغیر مستور کہ شیخ شیخ حاشا بلکہ عین شیخ (کہ شیخ حضورًا وغیبۃً صرف مرآت ملاحظہ ہے اور کار حقیقۃً کار روح جو بعد صفائی کدورات حیوانیہ وانجلائے ظلمات نفسانیہ صورت واحدۂ شہادت وہیاکل متکثرۂ مثالیہ میں دفعۃً ہزار جگہ کام کرسکتی ہے جیسا کہ بارہا مشاہدہ ومرئی اور حضرات اولیاء سے بکثرت مروی اور عالمِ رویا میں بے شرط ولایت جاری جسے افعالِ عجیبہ وتصرفات غریبہ روح انسانی پر اطلاع حاصل وہ جانتا ہے کہ یہ تو اُس کے بحارِ زاخرہ وامواج قاہرہ سے ایک قطرۂ قلیلہ ہے اور خود بعد تمرّن واعتیاد وکمال مناسبت اُس صورت متخیلہ کا بے اعانت تخییل حرکت وکلام اور مشکلات راہ میں قیام واہتمام اور دقائق وحقائق کا شفاً حل تام **کما تشھد بہ شھود**

الشهود والتجربة دلیل جلی وسلیل ہے کہ یہ فقط پیکرِ مخزون کا علی عکس المعتاد خزانہ خیال سے حس مشترک کی طرف عود قہری نہیں بلکہ وہی مرکب مثال میں شہسوار روح کی جولانیاں ہیں اگرچہ خود فاعل کو شعور یعنی شعور بالشعور نہ ہو کما هو المشهود لعموم الناس فی غیبة الرؤیا ورنہ صدور افعال اختیاریہ کو شعور سے انفکاک نہیں اتقن هذا فانه مهم نافع ولا کثر الشبهات حاسم قالع صرف واسطہ وصول وتاوّدانِ فیض وباعثِ جمعیت خاطر وزوال تفرقہ جائے شرعاً جائز جس کے منع پر شرع سے اصلا دلیل نہیں نہ کہ معاذ اللہ شرک وکفر کہنا جیسا کہ زبان زد سفہائے منکرین ہے۔ والناس اعداءٌ لما جهلوا۔

منعم کنی ز عشق وے اے زاہد زماں
معذور دارمت کہ تو او را ندیدۂ!

ورحم الله القائل

جنگ ہفتاد و دو ملّت ہمہ را عذر بنہ
چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

یا هذا بقاعدہ اصول وتصادق وتطابق معقول ومنقول بیّنہ ذمہ مدعی ہے اور قائلِ جواز متمسک باصل جسے ہرگز کسی دلیل کی حاجت نہیں بعض حضرات جہلاً یا تجاہلاً مانع فقہی وبحثی میں فرق نہ کرکے دھوکا کھاتے یا مغالطہ دیتے ہیں کہ تم قائلِ جواز اور ہم مانع ومنکر تو دلیل تم پر چاہیئے۔ حالانکہ یہ سخت ذھول و غفلت یا کید وخدیعت ہے نہ جانا یا جانا اور نہ مانا کہ قولِ جواز کا حاصل کتنا صرف اس قدر کہ " لم ینه عنه " یا "لم یؤمر به ولم ینه عنه" تو مجوز نافی امر ونہی ہے اور نافی پر شرعاً وعقلاً بینہ نہیں جو حرام وممنوع کہے وہ نہی شرعی کا مدعی ہے ثبوت دینا اُس کے ذمے ہے کہ شرع نے کہاں منع کیا ہے۔

علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی " رسالة الصلح بین الاخوان" میں فرماتے ہیں:- ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالیٰ باثبات الحرمة والکراهة اللذین لابدلهما من دلیل بل فی الاباحة التی هی الاصل۔

علامہ علی مکی رسالہ اقتدا بالمخالف میں فرماتے ہیں:- من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلة هو الصحة واما القول بالفساد والکراهة فیحتاج الی حجة۔

غرض مانع فقہی مدعی بحثی ہے اور جواز کا قائل مثل سائل مدعا علیہ جس سے مطالبہ دلیل محض جنون یا تسویل۔ اُس کے لئے یہی دلیل بس ہے کہ منع پر کوئی دلیل نہیں۔ مسلم الثبوت میں ہے۔ کل ما عدم فیه المدرک الشرعی للحرج فعله وترکه فذالک مدرک شرعی لحکم الشارع بالتخیر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ رسالہ اقامة القیامه علیٰ طاعن القیام لنبی التهامة ورساله منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین وغیرہا میں اس بحث کو واضح کر چکا واللہ الحمد امثال مقام میں نہایت سعی منکرین عدم نقل سے استدلال ہے۔ ذالک مبلغهم من العلم مگر نزد عقلاء فضلاء عن الفضلاء بے اصل استناد تشبث بالحشیش وخرط القتاد عدمِ نقل نقلِ عدم نہیں نہ عدمِ فعل منع کو مستلزم کاش خود معنی جواز " لم یؤمر به ولم ینه عنه" کو سمجھتے تو جانتے کہ جس امر سے اس کا ابطال چاہتے ہیں وہ خود اُس کی حد کا احد المصادیق ہے کہ نقل مع عدم المطلب فعلاً وکفاً وعدم ذکر ارشاد دونوں اسی انعدام امر ونہی کی صورتیں ہیں تو یہ استدلال ایسا ہوا کہ ثبوت اخص کو ارتفاع اعم پر دلیل بنایئے۔ وهل هو الابهت بحت یہ بحث بھی فقیر نے اپنے رسائل مذکورہ ونیز رسالہ" انهار الانوار من یم صلاة الاسرار "ورساله" سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاة العید" وغیرہا میں تمام کردی ولمن احسن من اَحْسَنَ تفصیل تلک المباحث ختام المحققین امام المدققین اعلم العلماء الکرام سیف السنة علم الاسلام سیدنا الوالد قدس الواجد سره الماجد فی کتابه الجلیل اذاقة الاثام لما نعی عمل المولد والقیام وسفره الجمیل اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد وغیر هما من تصانیفه الجیاد علیه رحمة الجواد۔

اور اگر عدم وُرود ہی پر مدارِ منع ٹھہرا تو ایک شغل برزخ ہی پر کیا موقوف عامۂ اشغال واذکار اور اُن کے طرق واطوار کہ طبقۃً فطبقۃً تمام اکابر اولیائے کرام قدست اسرارہم میں رائج ومعمول رہے سب معاذ اللہ بدعت شنیعہ وحرام وممنوع قرار پائیں گے کہ اُن میں بہت تو رأساً اور بہت بایں ہیأت خاصہ و اوضاع جزئیہ ہرگز حضور پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا صحابہ وتابعین سے ثابت نہیں ہاں ہاں قولِ الٰہی عزوجل **فیما یرویہ عنہ نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب کما فی الجامع الصحیح** وغیرہ بھلا کر بنہایت وقاحت اس لازم شنیع کا التزام کرلینا اور جماہیر اساطین طریقت وسلاطین حقیقت کو معاذ اللہ مخترع بدعات ومروج سیئات کہہ دینا اگرچہ منکر مکابر کے نزدیک سہل ہو **قد بدت البغضاء من افواھھم و ماتخفی صدورھم اکبر** مگر اتنا یاد رہے کہ یہ مان کر گھر کی بھی جائے گی ذرا امام الطائفہ کے نسباً وادا تلمذاً وادا بیعۃً پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سُن لو کہ وہ قول الجمیل میں جس کی وضع اُنہیں اذکار محدثہ واشغالِ حادثہ کی ترویج وتعلیم کیلئے ہے کے ساتھ کھلا اقرار فرماتے ہیں۔ **صحبتنا متصلۃ الیٰ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان لم یثبت تعین الاٰداب ولا تلک الاشغال اہ** ملخصاً ہماری صحبت تو رسول اللہ ﷺ تک متصل ہے اگرچہ خاص یہ آداب واشغال ثابت نہیں اُسی میں ہے **لا تظنن النسبۃ لا تحصل الا بھٰذا الاشغال بل ھذا طریق لتحصیلھا من غیر حصر فیھا وغالب الرائ عندی ان الصحابۃ والتابعین کانوا یحصلون السکینۃ بطرق اخری الخ** یہ نہ سمجھنا کہ نسبت بس انہیں اشغال سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ بھی اُس کی تحصیل کے طریقے ہیں کچھ ان میں حصر نہیں اور میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ صحابہ وتابعین اور ہی طریقوں سے نسبت حاصل فرماتے تھے۔

معلم ثالث وہابیہ مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین اس کے ترجمہ شفاء العلیل میں اس کے بعد لکھتے ہیں ''مترجم کہتا ہے مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اُکھاڑ دیا بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ چشتیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ تابعین کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئی خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ تعالٰی عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمانہ رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اُس کی تحصیل کے مختلف ہیں فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر پر شریعت کے اصول ٹھہرائے اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کے جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعتِ سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے۔ ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ کو بسبب صفائی طبیعت اور حضور خورشید رسالت تحصیل نسبت میں اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے اُن کو بسبب بُعدِ زمان رسالت کے البتہ اشغالِ مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسے صحابۂ کرام کو قرآن و حدیث کے فہم میں قواعد صرف ونحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہلِ عجم اور بالفعل کے عرب اُس کے محتاج ہیں واللہ اعلم''۔

امام الطائفہ کے نسباً چچا علماً باپ طریقۃً دادا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں ''اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات وہیأت واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذین اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے (الی قولہ) تو اُس کو یاد رکھنا چاہیئے''۔ اھ بترجمۃ الہاوری مولوی بلہوری اسے نقل کرکے کہتے ہیں۔ ''یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخلِ بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں''۔

مرزا مظہر جان جاناں صاحب (جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ وقیم طریقۂ احمدیہ وداعی سنت نبویہ ومتجلّی بانواع فضائل وفواضل کہا) اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں'' مراقبات باطوار معمولہ کے درقرون متاخرہ رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام واعلام از مبدء فیاض اخذ نمودہ اند شرع ازاں ساکت ست وداخل دائرۂ اباحت ۔'' انہیں کے ملفوظات میں ہے۔ ''حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ طریقۂ نو بیان نمودہ اند '' اسی میں ہے۔ '' حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ طریقۂ جدیدہ بیان نمودہ اند ''۔ بات کے پُورے تو جب ہیں کہ آنکھیں بند کرکے ان صاحبوں کو بھی بدعتی کہہ بھاگیں ورنہ یہ تو ستم سینہ زوری ہوئی کہ اکابر محبوبانِ خدا قرونِ متطاولہ سے سب معاذ اللہ مجرم احداث چنیں وچناں ٹھہریں اور ان صاحبوں پر صرف لالچ سے کہ امام الطائفہ کے علاقہ والے ہیں آنچ نہ آئے یہ تو دین نہ ہوا دھینگا مشتی ہوئی۔ اے حضرت یہ سب ایک طرف خود امام الطائفہ کی خبر لیجئے وہ سربازار اپنا اور اپنے پیرو مرشد کا بدعتی ومخترع فی الدین ہونا پکار رہا ہے صراط مستقیم میں لکھتا ہے'' اشغال مناسبہ ہر وقت ریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا می باشند ولہذا محققین ہر وقت از اکابر ہر طرق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بناءً علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعین کردہ شود ''۔ خدارا ذرا ہٹ دھرمی کی نہیں خدا لگتی کہو تو نہ صرف اشغال بلکہ تمام بحث تعریف بدعت کا یہیں خاتمہ ہوگیا اب کیا ہوئے وُہ قرون ثلثہ کی تخصیص پر جبروتی اصرار اب کدھر گئی وہ بات بات پر **من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد** اور

کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار کی تکرار امام وہابیت کیشاں اور اُن کے حضرت ایشاں تیرھویں صدی میں بیٹھے خاص امر اعظم دین و دوجو تقرب ربّ العٰلمین میں نئی نئی باتیں گڑھ رہے ہیں جن کا خود اُن کے اقرار سے تین قرن کیا معنی تین تین چھ اور چھ اور چھ بارہ ۱۲ قرن تک نام ونشان نہیں لیکن نہ وُہ بدعتی ٹھہرتے ہیں نہ اُن کے اصل ایمان میں خلل آتا ہے نہ اُن کے لئے اصحاب البدع کلاب اھل النار پڑھا جاتا ہے نہ یہ باتیں ردو ضلالت وفی النار ہوتی ہیں یہ یجوز للوھابی مالایجوز لغیرہ کا فتویٰ کہاں سے آ گیا۔ اب اسے کیا کہیے مگر یہ کہ اذا لم تستحی فاصنع ماشئت مولیٰ عزوجل ہدایت بخشے آمین۔

خیر بات دُور پہنچی خاص مسئلہ شغل برزخ کے متعلق نصوص اکابر و عمائد حاضر کروں مگر حاشانہ ارشادات حضرات اولیاء قدست اسرارھم کہ اولاً وہ بنہایت ظہور محتاج اظہار نہیں موافق مخالف کون نہیں جانتا کہ یہ طریقہ اکابر اولیاء کہ معمول رہا اور اُن کی تصانیفِ جلیلہ میں جابجا اس کی روشن تصریح ہیں ثانیاً شاید اُن کے ارشاد منکر متعصب کو نفع بھی نہ دیں ہاں شاید کیوں یقیناً نہ دیں گے کہ منکر خود بھی ارشاد اولیاء سے قولاً وفعلاً اس کے متواتر ثبوت پر مطلع پھر بھی برسرِ انکار و ابطال وادعائے ضلال ہے اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ شیوخ الہند عاشق المصطفیٰ وارث الانبیاء ناصر الاولیاء مولانا و برکتنا حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ القوی پر کہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ "وآنچہ مروی ومحکی ست از مشائخ اہل کشف در استمداد واز ارواح کمل واستفادہ ازاں خارج از حصرست ومذکورست در کتب ورسائل ایشاں ومشہورست میان ایشاں وحاجت نیست کہ آں راذکر کنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نکند اور الکلمات ایشاں عافانا اللہ من ذالک"

افسوس ان مدعیان حقانیت کی حالت یہاں تک پہنچی کہ بندگانِ خدا محبوبانِ خدا کے کلام اُن کے سامنے عافانا اللہ تعالیٰ من کل ذالک لہٰذا میں صرف اقوالِ علماء پر اکتفا کروں یا وہ لوگ جنہیں مانے بغیر بے چارے مخالف کو چارہ نہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک عبارت تو سائل نے سوال میں نقل کی جس کے ترجمہ میں معلم ثالث وہابیہ شفاء العلیل میں یُوں کہتے ہیں۔" جب مُرشد اُس کے پاس نہ ہو تو اُس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا ہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی ہے یہیں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا مولانا نے فرمایا حق یہ ہے کہ" سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے "انتہیٰ اب کون کہے کہ شاہ صاحب یہ وہی راہ ہے جسے کچھ دنوں بعد آپ کے قریب گھر والے ٹھیٹ بُت پرستی بتانے کو ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ میں فرماتے ہیں الطریق الثالث طریق الرابطة بالشیخ (الیٰ ان قال) ینبغی ان تحفظ صورته فی الخیال وتتوجه الی القلب الصنوبری حتّیٰ تحصل الغیبة و الفناء عن النفس یعنی خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا طریقہ ہے چاہیئے کہ اُسکی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت وفنا ہاتھ آئے۔ اُسی میں ہے ان وقفت عن الترقی فینبغی ان تجعل صورة الشیخ علیٰ کتفک الایمن و تعتبر من کتفک الیٰ قلبک امراً ممتداً وتاتی بالشیخ علیٰ ذالک الامر الممتد وتجعله فی قلبک فانه یرجی لک بذالک حصول الغیبة و الفناء یعنی اگر تو ترقی سے رُک رہے تو یُوں چاہیئے کہ صورتِ شیخ کو اپنے داہنے شانے پر لے اور شانے سے دل تک امر کشیدہ فرض کرلے اور اُس پر صورتِ شیخ کو لاکر اپنے دل میں رکھے کہ اس سے تیرے لئے غیبت وفنا ملنے کی اُمید ہے۔ یہ عبارتیں شاہ صاحب نے رسالہ "تاجیہ نقشبندیہ سے نقل کیں جس کی نسبت لکھا کہ حضرت والدِ بزرگوار یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب اُسے بہت پسند فرماتے اور مریدوں کو اُسی کے مسلک پر چلاتے۔ اسی میں یہ بھی لکھا کہ" تفرقہ مستمر ہو تو اپنے مُرشد مُربّی کی صورت خیال میں حاضر کر اُمید ہے کہ اُس کی برکت سے تفرقہ مبدل بجمعیت ہو "۔ اسی انتباہ میں رسالہ عزیزیہ سے جس کی اجازت اپنے والد ماجد سے پائی لکھا" صورتِ مُرشد پیشِ خود تصور کردہ بعدہٗ ذکر گوید الرفیق ثم الطریق درحق ایشان ست وبرائے نفی خواطر نفسانی وہواجس شیطانی ووساوس ظلمانی اثرے تمام دارد۔" اُسی میں رسالہ مذکور سے لکھا" بلکہ حضرت سُلطان موحدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خان یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنیں می فرمودند کہ صورتِ مرشد کہ ظاہر دیدہ می شود مشاہدہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ست در پردہ آب وگل واما صورت مرشد کہ درخلوت نمودار می شود آں مشاہدہ حق تعالیٰ ست بے پردۂ آب وگل کہ ان اللہ خلق ادم علیٰ صورۃ الرحمٰن من رانی فقد رأی الحق درحق او درست شدہ "۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالیٰ واذکر اسم ربک لکھتے ہیں "یعنی یادکن نام پروردگار خود رابر سبیل دوام در ہر وقت وبہر شغل خواہ بزبان خواہ بقلب خواہ بروح خواہ بسرخواہ بخفی خواہ بنفس خواہ ذکر یک ضربی خواہ دوضربی خواہ بحبس نفس بے حبس خواہ بدون برزخ خواہ بابرزخ الیٰ

غیر ذالک من الخصوصیات التی استنبطها الماهرون من اهل الطرائق وتعیین احد الشقین ازیں خصوصیات مذکورہ مفوض بصوابدید شیخ ومرشد ست کہ بحسب حال ہر چہ اصلح داند تلقین فرماید چنانچہ در آیت دیگر فرمودہ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون " اه ملتقطا ۔

اقول وبالله التوفیق ۔اس عبارت سے جیسا کہ تصور برزخ کا جواز ثابت ہوا اس کے سوا اور بھی فوائدِ جلیل حاصل مثلاً

اول/۱یہ کہ شغل برزخ کے ساتھ ذکر کرنا اطلاق آیت قرآنی کے تحت میں داخل

دوم/۲یہ کہ مطلق ذکر پر قرآن وحدیث میں جو عظیم ترغیبیں آئیں اسے بھی شامل۔

سوم/۳مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہے گا اور اُس کا حکم اُس کے جمیع عقیدات میں ساری شرع میں صرف اس کی اجازت اُن کی اجازت کے لئے کافی جس کے بعد خصوصیاتِ خاصہ کے ثبوت خاص کی حاجت نہیں مطلق اصولی کو مطلق منطقی سمجھنا محض خطا ہے۔

چہارم/۴نیک بات بانضمام اوضاعِ خاصہ بد نہیں ہوسکتی جب تک اُس منضم میں کوئی محذور خاص شرع سے نہ ثابت ہو۔

پنجم/۵قائل جواز کو صرف اسی قدر بس کہ یہ مقید زیر مطلق داخل جو ممنوع بتائے وُہ مدعی ہے اس صورت خاصہ سے منع ثابت کرے۔

ششم/۶ہیأت عبادات توقیفی ہے والہذا سیر و وقوف دونوں میں شرع مطہر کا اتباع واجب جہاں وہ تھم رہے ہم آگے نہ بڑھیں جہاں وُہ آگے چلے ہم تھم نہ رہیں تو اپنی طرف سے اطلاق مقید وتقیید مطلق دونوں ممنوع جس طرح بعد حصر نفی وجہ احداث وجہ آخر شرع پر زیادت یونہی بعد اطلاقِ اجازت منع بعض صور شرع کی مخالفت اس توقیف وتوقف کے یہ معنی ہیں نہ وہ کہ عبادتِ الٰہیہ کو معاذ اللہ غیر معقول المعنی سمجھ کر مطلقاً وارد و مورود پر مقتصر کر دیجئے کمازعم المتکلم القنوجی۔

ہفتم/۷بدعت شرعیہ کی یہ تفسیریں کہ جو بات زمانہ اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھی یا جو کام صحابہ نے نہ کیا یا جو کچھ قرونِ ثلٰثہ میں نہ تھا کما تزعمه النجدیه علی تفرق کلمهم فیما بینهم تحسبهم جمیعا وقلوبهم شتی ذالک بانهم قوم لا یعقلون سب باطل وہوس عاطل ہیں۔

ہشتم/۸بدعت لغویہ کہ تفاسیر مذکورہ حقیقۃً اُسی پر منطبق ہر گز سیئہ میں منحصر نہیں اس تقدیر پر قضیہ کل بدعة ضلالة قطعاً عام مخصوص البعض ہاں اگر بدعت شرعیہ لیجئے یعنی ما احدث علیٰ خلاف الحق المتلقی عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تو بے شک وُہ اپنی صرافت عموم ومحوضت اطلاق پر ہے علمائے تفسیر حدیث میں دونوں طرف گئے مگر یہ اعجوبہ ملتقطہ کہ پہلوں سے تفسیر لیں اور دوسروں سے اطلاق یہ خاص ایجاد حضرات انجاد ہے جس پر شرع سے اصلاً دلیل نہیں اور جس کی بناء پر شاہ عبد العزیز شاہ ولی اللہ سے ہزار برس تک کے آئمہ شریعت وسادات طریقت یا ہزاروں تابعین یا صدہا صحابہ بھی معاذ اللہ بدعتی گمراہ قرار پاتے ہیں اور اُن کے بعض جری بیباکوں مثل بھوپالی بہادر وغیرہ نے اس کی صاف تصریح بھی کر دی وہ بھی کہاں خاص امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

نہم/۹عدم نقل نقلِ عدم نہیں۔

دہم/۱۰عدم فعل قاضی منع نہیں کف میں اتباع ہے نہ مجرد ترک میں۔

یازدہم/۱۱یہ جاہلی مغالطہ کہ اس طریقے میں کوئی بھلائی ہوتی تو صحابہ ہی کرتے تم کیا اُن سے بھی زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہو محض بے ہودہ ونامسموع ہے

دوازدہم/۱۲اولیائے کرام کے ایجادات محمود ومقبول ہیں۔

سیزدہم/۱۳وہ اہلِ الذکر ہیں دوسروں کو اُن پر اعتراض نہیں پہنچتا بلکہ اُن کی طرف رجوع اور جو وہ فرمائیں اُس پر عمل چاہیئے۔

چہاردہم/۱۴کفار سے غیر شعار میں اتفاقی مشابہت ہر گز وجہ ممانعت نہیں ورنہ حبس دم کہ جوگیوں کا مشہور طریقے ہے ممنوع ہوتا۔

پانزدہم/۱۵آیۂ فاسئلوا اهل الذکر وجوب تقلید میں نص ہے اہل ذکر سے علمائے اہلِ کتاب مراد لے کر مبحث تقلید سے آیت کو بیگانہ بتانا غیر مقلد وہابیوں کی نری جہالت ہے۔ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا الیٰ ذالک من الفوائد مما یستخرجه البصیر الناقد شاہ صاحب کی یہ نفیس عبارت کس قدر قابلِ قدر ومنزلت کہ معدود حرفوں میں کتنے فوائد نفیسہ بتا گئے اور آدھی بلکہ دو تہائی وہابیت کو خاک میں ملا گئے والحمد لله رب العلمین . اب پھر شمار عبارات کی طرف چلئے تمام خاندانِ دہلی کے آقائے نعمت

وخداوندِ دولت و مرجع و منتہی و مفرغ و ملجا و سید و مولی جناب شیخ مجدد صاحب .... اپنے مکتوبات کی جلد اوّل میں فرماتے ہیں۔ "ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست تا کدام دولتمند را بآں سعادت مستسعد سازند"۔ اُسی میں ہے "مخدوما مقصد اقصیٰ و مطلب اسنٰی وصول بجناب قدس خداوندی ست جل سلطانہٗ لیکن چوں طالب در ابتدا بواسطہ تعلقات شتّی در کمال تدنّس و تنزل ست و جناب قدس او تعالیٰ در نہایت تنزہ و ترفع و مناسبتے کہ سبب افاضہ و استفاضہ است درمیان مطلوب و طالب مسلوب ست لاجرم از پیر راہ دان راہ بین چارہ نمودہ کہ برزخ بود (الیٰ قولہ) پس در ابتدا و در توسط مطلوب را بے آئینہ پیر نتواں دید"۔ جلد دوم میں فرمایا "نسبت رابطہ ہموارہ شمارا با صاحب رابطہ می دارد و واسطہ فیوض انعکاسی می شود شکر ایں نعمت عظمیٰ بجا باید آورد"۔ جلد سوم میں لکھا "پرسیدہ بودند کہ لم ایں چیست کہ بچوں در نسبت رابطہ فتور میرود و در اتیان سائر طاعات التذاذ نمی یابد بدانند کہ ہماں وجہیکہ سبب فتور رابطہ گشتہ است مانع التذاذ ست (الیٰ قولہ) استغفار باید نمود تا بکرم اللہ سبحانہٗ اثر آن مرتفع گردد"۔ اور ذرا وہ بھی ملاحظہ ہو جائے جو انہوں نے مکتوبات کی جلد دوم مکتوب سیم میں فرمایا "خواجہ محمد اشرف در زمش نسبت رابطہ را نوشتہ کہ بجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوات آں را مسجود خود می دانند و می بینند و اگر فرضاً نفی کنند منتفی نمیگر دد محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است از ہزاراں یکے را مگر بدہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبت سبب تحمیل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہٗ چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادت منداں را میسّر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعۂ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ از شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود را برہم زنند"۔ الحمدللہ اس عبارت باہرہ کا ایک ایک کلمہ قاہرہ از بیخ برکن نجدیت بائرہ ہے و لِلّٰہ الحجۃ الظاھرہ.

آمدیم بر نصوص علماء کتاب مستطاب حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے الحدیقۃ الخامسۃ فی الثمرات التی یجتنیھا العبد بالصلوٰۃ علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم والفوائد التی یکتسبھا ویقتنیھا پانچواں حدیقہ اُن پھلوں کے بیان میں جنہیں بندہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر درود بھیج کر چنتا ہے اور اُن فائدوں میں جنہیں درود کی برکت سے کسب و تحصیل کرتا ہے، پھر چالیس فائدے گِنا کر کہتے ہیں الاحدی والاربعون من اعظم الثمرات واجل الفوائد المکتسبات بالصلاۃ علیہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم انطباع صورتہ الکریمۃ فی النفس.

وہ فائدے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کرتے ہیں اُن میں اجل و اعظم فائدوں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا دل میں نقش ہونا ہے۔ امام ابوعبداللہ ساحلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیۃ السالک میں فرماتے ہیں ان من اعظم الثمرات واجل الفوائد المکتسبات بالصلاۃ علیہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم انطباع صورتہ الکریمۃ فی النفس انطباعًا ثابتًا متأصلامتصلا وذالک بالمداومۃ علی الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم باخلاص من القصد و تحصیل الشروط والاداب و تدبّر المعانی حتّٰی یتمکن حبہ من الباطن تمکنا صادقًا خالصًا یصل بین نفس الذاکر ونفس النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ ویؤلف بینھما فی محل القرب والصفا الخ ثمرات و فوائد کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کئے جاتے ہیں ان کے اعظم و اجل سے یہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا پائدار و مستحکم و دائمی نقش دل میں ہو جائے یہ یوں حاصل ہوتا ہے کہ نیت خالص و رعایت شروط و آداب و غور و فکر معانی کیساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی مداومت کریں یہاں تک کہ حضور کی محبت ایسے سچے خالص طور پر دل میں جم جائے جس کے سبب نفسِ ذاکر کو نفسِ اقدس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال اور محل تقرب و صفا میں باہم الفت حاصل ہو۔

علامہ فاسی محمد بن احمد بن علی قصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں قد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار وکیفیۃ التربیۃ بھا انہ اذا کمل لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریۃ من نور فی ثیاب من نور یعنی لتنطلع صورتہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی روحانیتہ ویتالف معھا تالفا یتکمن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ والاقتباس من

انوارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فان لم یرزق تشخص صورۃ قبرہ کانہ جالس عند قبرہ المبارک یشیر الیہ متی ما ذکرہ فان القلب متی ما شغلہ شئ امتنع من قبول غیرہ فی الوقت الیٰ اخرہ کلامہ فیحتاج الیٰ تصویر الروضۃ المشرفۃ والقبور المقدسۃ لیعرف صورتھا ویشخصھا بین عینیہ من لم یعرف من المصلین علیہ فی ھٰذا الکتٰب وھم عامۃ الناس وجمھور ھم اہ ملخصاً

یعنی بعض علماء جنہوں نے اذکار اور اُن سے تربیت مریدین کی کیفیت بیان کی فرماتے ہیں کہ جب ذکر لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللّٰہ سے کامل کرے تو چاہیئے کہ حضور سیدِ عالم (ﷺ) کا تصور اپنے پیشِ نظر جمائے بشری صورت نوری طلعت نور کے کپڑوں میں اس غرض سے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت اُس کے آئینہ روح میں منقش ہو جائے اور وہ اُلفت پیدا ہو جس کے سبب حضور اقدس (ﷺ) کے اسرار سے استفادہ اور انوار سے اقتباس کر سکے وہی عالم فرماتے ہیں جس کو حضور پُر نور (ﷺ) کی صورتِ کریمہ کا تصور روزی نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار ذکر شریف کے ساتھ مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا رہے یہ اس لئے کہ دل کو جب ایک چیز مشغول کر لیتی ہے تو اُس وقت دوسری کسی شئے کو قبول نہیں کرتا۔ اسے نقل کر کے علامہ فاسی فرماتے ہیں جب بات یہ ٹھہری تو روضہ مطہرہ و قبور معطرہ کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی۔ کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں کو اُن کا نقشہ معلوم نہیں اور اکثر ایسے ہی ہیں وہ پہچان لیں اور اُن کا تصور پیشِ نظر رکھیں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث قدس سرہ جذب القلوب الی دیار المحبوب (ﷺ) و کتاب ترغیب اہل السعادات میں فرماتے ہیں۔

"ازفوائد صلوٰۃ برسید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ است تمثل خیا ل وے صلی اللہ علیہ وسلم درعین کہ لازم کثرت صلوٰۃ است بانعتِ حضور وتوجہ اللھم صلی وسلم علیہ " اہ ملتقطا

امام محمد ابن الحاج عبدری مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں من لم یقدر لہ بزیارتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجسمہ فلینوھا کل وقت بقلبہ ولیحضر قلبہ انہ حاضر بین یدیہ متشفعابہ الی من منّ بہ علیہ کما قال الامام ابو محمد بن السید البطلیوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی رقعتہ التی ارسلھا الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ابیا ت

الیک افرمن زللی وذنبی — وانت اذا لقیت اللہ حسبی

وزورۃ قبرک المحجوج قدما — منای وبغیتی لوشاء ربی

فان احرم زیارۃ بجسمی — فلم یحرم زیارۃ بقلبی

الیک غدت رسول اللہ منی — تحیۃ مومن دنف محب

یعنی جسے مزار اقدس حضور سیدِ عالم (ﷺ) کی زیارت جسم سے نصیب نہ ہوئی ہو وہ ہر وقت دل سے اُس کی نیت رکھے اور دل میں یہ تصور جمائے کہ میں حضور پُر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کے حضور حاضر ہوں حضور سے اُس کی بارگاہ میں اپنے لئے شفاعت چاہ رہا ہو جس نے حضور کی اُمت میں داخل فرما کر مجھ پر احسان کیا جیسا کہ امام محمد بن السید بطلیوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اُس عرضی میں کہ مزارِ پُر انوار بھیجی یہ ابیات عرض کیں کہ یا رسول اللہ میں اپنی لغزش و گناہ سے حضور ہی کی طرف بھاگتا ہوں اور جب میں خدا سے ملوں تو حضور مجھے کافی ہیں حضور کی قبر مبارک کی زیارت کو ہمیشہ سے جس کا حج ہوتا ہے (یعنی مسلمان خاص اُس کی نیت کر کے دُور دُور سے حاضر ہوتے ہیں) میری آرزو و مراد ہے اگر میرا رب چاہے اگر جسم سے اُس کی زیارت مجھے نصیب نہ ہوئی تو دل کی زیارت سے محروم نہیں ہوں صبحدم حضور کی بارگاہ میں حاضر ہے یا رسول اللہ میری طرف سے ایک مسلمان محبّ بیمار محبت کا مجرا۔

امام احمد بن محمد قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و فتح محمدیہ اور علامہ محمد زرقانی اسکی شرح میں فرماتے ہیں۔

یلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر مقام الھیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سماعہ لسلامہ کما ھوفی حال حیاتہ اذلافرق بین موتہ وحیاتہ من مشاھد تہ لامتہ ومعرفتہ باحوا لھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہ جلی لاخفاء بہ ویمثل (یصور)

الزائر وجهه الكريم عليه الصلوٰة والسلام فی ذهنه ويحضر قلبه جلال رتبته وعلو منزلته وعظيم حرمته اه ملخصا یعنی زائر ادب وخشوع وتواضع کو لازم پکڑے آنکھیں بند کئے مقامِ ہیبت میں کھڑا ہو جیسا حضور اقدس (ﷺ) کے عالمِ حیاتِ ظاہری میں حضور کے سامنے کرتا کہ وہ اب بھی زندہ ہیں اور تصور کرے کہ حضور اقدس (ﷺ) اُس کی حاضری سے آگاہ ہیں اُس کا سلام سُن رہے ہیں بعینہ اُسی طرح جیسے حالِ حیاتِ ظاہری میں کہ حضور کی وفات وحیات دونوں ان امور میں یکساں ہیں کہ حضور اپنی اُمت کو دیکھتے اور اُن کے احوال کو پہچانتے اور اُن کی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں سے آگاہ ہیں اور یہ سب باتیں حضور اقدس (ﷺ) پر ایسی روشن ہیں جنہیں اصلا پوشیدگی نہیں اور زائر اپنے ذہن میں حضور والا (ﷺ) کے چہرۂ کریمہ کا تصور جمائے اور دل میں حضور کی بزرگی مرتبہ وبلندی قدر واحترام عظیم کا خیال لائے۔

۲۵علامہ رحمت اللہ ہندی تلمیذ امام ابن الہمام منسک متوسط اور ۲۶علامہ علی قاری مکی اسکی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں۔ ثم توجه (ای بالقلب والقالب) مع رعاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح فارغ القلب (من سوى مرامه) واضعا يمينه على شماله مستقبلا لوجهه الكريم مستدبر القبلة متمثلا صورته الكريمة فی خيالك (ای فی تخيلات بالك لتحسين حالك) مستشعر ابانه عليه الصلوة والسلام عالم بحضورك وقيامك وسلامك (ای بل بجميع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك وكانه حاضر جالس بازائك مستحضرا عظمته وجلاله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اه ملخصا

یعنی زائر دل وبدن دونوں سے بنہایت ادب مزار اقدس کی طرف متوجہ ہو کر مواجہہ شریفہ میں کھڑا ہو تواضع وخشوع وخضوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت ومحتاجی کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضاء کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے داہنا ہاتھ بائیں پر باندھے۔ حضور اقدس (ﷺ) کی طرف مُنہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے دل میں حضور انور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی صورت کریمہ کا تصور باندھے کہ یہ خیال تجھے خوشحال کردے گا اور خوب ہوشیار ہوجا کہ حضور پُرنور (ﷺ) تیری حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل منزل کے کوچ ومقام سے آگاہ ہیں اور یہ تصور کر کہ گویا حضور تیرے سامنے حاضر وتشریف فرما ہیں اور حضور کی عظمت وجلال کا خیال اپنے ذہن میں حاضر رکھ۔

۲۷امام مجدالدین ابوالفضل عبداللہ بن محمود موصلی اپنے متن مختار کی شرح اختیار میں پھر سلطان اورنگزیب انار اللہ تعالیٰ برھانہ فتاوی عالمگیری میں فرماتے ہیں یقف كما يقف فی الصلوٰة ويمثل صورته الكريمة البهية كانه نائم فی لحده عالم بانه يسمع كلامه یعنی زائر روضہ منورہ کے حضور دست بستہ باادب یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور اقدس (ﷺ) کی صورتِ کریمہ روشن کا تصور باندھے گویا حضور مرقد اطہر میں لیٹے ہیں زائر کو جانتے اور اُس کا کلام سُنتے ہیں۔

۲۸امام اجل قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے شفاء شریف میں امام ابو ابراہیم تجیبی سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں۔ واجب علی كل مومن متی ذكره صلی الله تعالیٰ عليه وسلم او ذكر عنده ان يخشع ويخضع ويتوقر ويسكن من حركته وياخذ فی هيبته واجلاله بما كان ياخذ به نفسه لو كان بين يديه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم ويتادب بما ادبنا الله تعالیٰ به "ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور پُرنور (ﷺ) کا ذکر کرے یا حضور کا ذکر اس کے سامنے کیا جائے کہ خضوع وخشوع ووقار بجالائے جسم کا کوئی ذرہ حرکت نہ کرے حضور اقدس (ﷺ) کے سامنے خاص حضوری میں رہتا حضور کا ادب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس جناب کے لئے مؤدب ہونا سکھایا۔

۲۹علامہ شہاب الدین خفاجی شفاء کی شرح نسیم الریاض میں مذکورہ عبارت پر فرماتے ہیں

يفرض ذالك ويلاحظه ويتمثله فكانه عنده یعنی ذکر شریف کے وقت یہ فرض وملاحظہ کرے کہ خاص حضوری میں ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کا تصور ایسا جمائے کہ گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس جلوہ فرما ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فاضل رفیع الدین خان مراد آبادی تاریخ الحرمین میں لکھتے ہیں۔" شبے در طواف بودم وہجوم بسیار بود بخیال خود حضور آنحضرت را صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم یاد کردم و تصور نمودم کہ آں سرور علیہ وآلہ الصلاۃ والسلام در طواف ہستند جماعۃ صحابہ باآں حضرت طواف مکیند و من بطفیل ایشاں در مجمع حاضرم و روزے پیش باب بیت اللہ ایستادہ دعا میکردم و باخود قصہ روز فتح یاد کردم تصور نمودم کہ جناب اقدس نبوی ﷺ در دروازہ ایستادہ اند و صحابہ کرام بحسب مرتبہ و مقام خود در خدمت شریف حاضر اند و کفار قریش ترساں و ہراساں در حضور آمدہ اند و آنحضرت از ایشاں عفو فرمودہ ملاحظہ ایں حال باعث شد بتوسل از آنجناب دعا در حضرت عزت جلت عظمتہ برائے مغفرت خود جمیع اقارب و احباب وقضائے حوائج دین و دنیا **ونرجو من اللہ الاجابۃ اِنشاء اللہ تعالیٰ .**

دوستاں را کجا کنی محروم　　　　تو کہ با دشمناں نظر داری

الحمد للہ یہ سر دست تیس نصوص عظیم الفوائد ہیں اور جو باقی رہ گئے وُہ اُن سے بہت زائد پھر مصنف کو اس قدر بھی کافی اور مکابر متعسف کو دفتر ناوافی **نسال اللہ العفو و العافیۃ امین** (تنبیہ لطیف) یہ تو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر سے روشن ہولیا کہ جواز برزخ اطلاق آیات قرآنیہ سے ثابت ومستفاد اور یہ بھی کہ حضرات اولیاء کا امور طریقت میں مرجع ومسئول اور اُن کے ارشادات کا معمول ومقبول ہونا آیہ کریمہ **فاسئلوا اھل الذکر** کا مفاد اور یہ بھی اُن کے کلام میں اشارۃً اور تقریر معلم ثالث میں صراحۃً گزرا کہ اولیائے طریقت مثل مجتہدانِ شریعت ہیں اور خود امام الطائفہ نے بھی صراط المستقیم میں اُن کا مجتہد فی الطریقہ ہونا تسلیم کیا **حیث قال** ''اولیائے کبار از اصحاب طرق امامت در فن باطن شریعت حاصل کردہ واجتہاد در قواعد اصلاح قلب کہ خلاصہ دین متین ست بہم رسانیدہ بودند'' مگر مجھے یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ بطور حضرات نہ صرف جواز برزخ بلکہ اُس کی ترغیب شدید وتحریص اکید اور اس کا اقرب الطرق الی اللہ ہونا خود امام مجتہد شریعت کے صریح وروشن اشاروں سے ثابت ہولیا پوچھئے وہ کیونکر ہاں وہ یوں کہ کلمات مذکورہ جناب شیخ مجدد صاحب پر پھر نظر ڈالئے دیکھئے یہ باتیں اُن میں صاف صریح موجود ہیں یا نہیں جب دیکھ لیجئے تو اب جناب مرزا مظہر خان جان جاناں صاحب کا کلام سنئے جنہیں سن چکے کہ امام الطائفہ کے جد و فرجد جناب شاہ ولی اللہ صاحب کیسا کچھ جانتے تھے۔ وُہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد نہ فقط طریقت میں مجدد بلکہ شریعت میں بھی امام مجتہد تھے مکتوب پانزدہم میں لکھتے ہیں

'' حضرت مجدد الفِ ثانی رضی اللہ عنہ کہ نائب کامل آنحضرت اند بنائے طریقہ خود برا تباع کتاب وسنت گذاشتہ اند وعلماء در اثبات رفع سبابہ رسالہا مشتمل بر احادیث صحیحہ وروایات فقہیہ حنفیہ تصنیف کردہ اند تا بجائیکہ حضرت شاہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرزند اصغر مجدد نیز دریں باب رسالہ تحریر نمودہ اند و در نفی رفع یک حدیث بہ ثبوت نہ رسیدہ وترک رفع از جناب حضرت مجدد بنا بر اجتہاد واقع شدہ وسنت محفوظ از تنخ بر اجتہاد مجتہد مقدم ست''۔

اب امام الطائفہ وغیرہ منکرین جنہیں نہ طریقت میں لیاقت نہ شریعت میں مہارت بھلا منصب تجدید واجتہاد تو بڑی بات ہے ولی مجدد وامام مجتہد کے مقابل ایسوں کی زق زق کون سنتا ہے اگرچہ

ع مغز ما خورد و حلق خود بدرید

(تنبیہ لطیف) یہاں تک تو امام مجتہد ہی کے قول سے ثبوت تھا امام الطائفہ کے ایمان پر خود ایک معصوم صاحب وحی کی نص جلی سے جواز برزخ ثابت۔ اب زیادہ توجہ کیجئے گا کہ یہ کیا اگر امام الطائفہ کی سُنی ہوتی تو تعجب نہ آتا وُہ صراط المستقیم میں تصریح کرتا ہے کہ اولیاء میں جو حکیم ہوتا ہے جسے صدیق وامام ووصی بھی کہتے ہیں اُس پر خدا کے یہاں سے وحی آتی ہے اُسے نہ صرف بعض احکام کو بیرہ غیب وشہادت ومعاملات جزئیہ سلوک وطریقت بلکہ خاص کلیہ شریعت وملت بے واسطہ انبیاء بھی پہنچتے ہیں وہ انبیاء کا ہم استاذ ہوتا ہے وہ انبیاء کی مثل معصوم ہوتا ہے اُس پر خاص امور شرعیہ میں کچھ تقلید انبیاء مطلقاً ضرور نہیں بلکہ ایک وجہ سے وُہ خود محقق ہوتا ہے اُس کا علم جسے حکمت کہتے ہیں علم انبیاء سے اصلاً کم نہیں ہوتا صرف اتنا فرق ہے کہ انبیاء پر علانیہ وحی آتی ہے اور اُس پر پوشیدہ قال ''پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من وجہ مقلد انبیاء می باشد ومن وجہ محقق در شرائع علوم کلیہ شرعیہ اور ابدو واسطہ میرسد بوساطت نور جبلی ولوساطت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پس در کلیات شریعت وحکم احکام ملت اور اشاگرد انبیاء ہم می تواں گفت و ہم استاذ انبیاء ہم ونیز طریقہ اخذ آں ہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آنرا در عرف شرع بنفث فی الروح تعبیر میفرمایند و بعضی اہل کمال آنرا وحی باطنی می نامند ہمیں معنی را بامامت ووصایت تعبیر میکنند وعلم ایشاں را کہ بعینہ علم انبیاء ست لیکن بوحی ظاہری متلقی نشدہ بحکمت می نامند۔ لہٰذا ور ابحافظتی مثل محافظت انبیاء کہ مسمیٰ بعصمت ست فائز میکنند وایں حفظ نصیبہ انبیاء وحکماء ست وہمیں راعصمت نامند ندانی کہ اثبات وحی باطن وحکمت ووجاہت وعصمت مرغیر انبیاء را مخالف سنت واز جنس اختراع بدعت ست ندانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند'' اھ ملتقطا۔ صراط مستقیم معوج ونا مستقیم چھپی نہیں ہے مطبوع مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۸۵ھ کے آخر صفحہ ۳۸ سے ثلث صفحہ ۴۲ تک ان کفریات شنیعہ ورفضیات فظیعہ کا جوش دیکھ لیجئے خیر ان کے اصطلاح شیطانی پر حکیم وحکمت کے معنی تو معلوم ہولئے کہ حکمت یہی علوم صدیقیت ہیں جو ان باطنی ساختہ نبیوں کو ذریعہ وحی نہانی ملتے ہیں۔

اب ملاحظہ ہو کہ یہیں اسی بحث میں شاہ ولی اللہ صاحب کو نرا حکیم بلکہ سید الحکما کہا حیث قال "ایں صدیقیت را جناب سید الحکماء وسید العلماء اعنی الشیخ ولی اللہ بقرب الوجود تعبیر میفر مایند"۔ اب کیا شک رہا کہ ان کے ایمان پر شاہ صاحب بھی (استغفر اللہ) انہیں چھپے رسولوں بوڑھے معصوموں میں ہیں اور ان کے علوم بھی وحی نہانی سے اُن پر اترے اور اُن کی سُن چکے کہ وُہ انتباہ وغیرہ میں مثالی برزخ کی کیسی کیسی تجویز و تحسین و تعلیم و تلقین کرتے ہیں پھر اس کا اِنکار نہ ہوگا مگر اپنے ساختہ پیغمبر کا رد کر کے اپنے طور پر کافر ہو جانا غایت یہ کہ ظاہری پیغمبر کا منکر کھلا کافر اور نہانی کا منکر ڈھکا کافر والعیاذ باللہ رب العلمین العزۃ للّٰہ ان حضرات نے بات بات پر مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا یہاں تک کہ ان کے مذہب پر صحابہ و تابعین درکنار ان کے ساختہ پیغمبروں سے ہمارے سچے رسولوں تک کوئی ارتکاب شرک سے محفوظ نہ رہا یہ اُس کی سزا ہے کہ ہر جگہ اپنے مُنہ آپ کافر ٹھہرتے ہیں کہ کردو نیافت کما تدین تدان ولا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ العزیز المنان مولیٰ تعالیٰ صدقہ اپنے محبوبوں کا دینِ حق پر قائم رکھے اور ملت و سنتِ مصطفیٰ (ﷺ) پر دُنیا سے اُٹھائے آمین الحمد للہ کہ یہ مختصر جواب مظہر صواب اوائل جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ میں مرتب اور بلحاظِ تاریخ الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ ملقب ہوا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین آمین الحمد للہ رب العلمین واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمد ن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم